بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡدِ

وَلَقَدۡ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدۡرٍ وَّاَنۡتُمۡ اَذِلَّۃٌ

جلد 73

شمارہ 14

ہفت روزہ بدر قادیان

Weekly BADAR Qadian

ایڈیٹر منصور احمد

شرح چندہ
سالانہ 850 روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک
50 پاؤنڈیا
80 ڈالرامریکن
یا 60 یورو

www.akhbarbadr.in

24 رمضان 1445 ہجری قمری • 4 شہادت 1403 ہجری شمسی • 4/اپریل 2024ء

ارشاد باری تعالیٰ

وَعَدَ اللّٰہُ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ وَالۡمُؤۡمِنٰتِ جَنّٰتٍ تَجۡرِیۡ مِنۡ تَحۡتِہَا الۡاَنۡہٰرُ خٰلِدِیۡنَ فِیۡہَا وَمَسٰکِنَ طَیِّبَۃً فِیۡ جَنّٰتِ عَدۡنٍ ؕ وَرِضۡوَانٌ مِّنَ اللّٰہِ اَکۡبَرُ ؕ ذٰلِکَ ہُوَ الۡفَوۡزُ الۡعَظِیۡمُ

(سورۃ التوبہ، آیت 72)

ترجمہ : اللہ نے مومن مردوں اور مومن عورتوں سے ایسی جنتوں کا وعدہ کیا ہے جن کے دامن میں نہریں بہتی ہونگی وہ ان میں ہمیشہ رہنے والے ہیں۔اسی طرح بہت پاکیزہ گھروں کا بھی جو دائمی جنتوں میں ہوں گے۔تاہم اللہ کی رضا سب سے بڑھ کر ہے۔یہی بہت بڑی کامیابی ہے۔

اخبار احمدیہ

الحمدللہ سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بخیر و عافیت ہیں۔

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 29 مارچ 2024 کو مسجد مبارک (اسلام آباد) یو.کے سے بصیرت افروز خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔اس خطبہ جمعہ کا خلاصہ اسی شمارہ کے صفحہ 20 پر ملاحظہ فرمائیں۔

احباب کرام حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت و تندرستی، درازیٔ عمر، مقاصد عالیہ میں کامیابی اور خصوصی حفاظت کیلئے دُعائیں جاری رکھیں، اللہ تعالیٰ حضور انور کا ہر آن حافظ و ناصر ہو اور تائید و نصرت فرمائے۔آمین۔

یادرکھنا چاہئے کہ عید والا دن تو زیادہ عبادت کا دن ہے عام دنوں میں تو پانچ نمازیں فرض ہیں اور عید والے دن چھ نمازیں فرض ہیں

یہ عہد کرنا چاہئے کہ مَیں اللہ تعالیٰ کے حق ادا کرنے کی بھی مستقل کوشش اب کرتا رہوں گا
اور بندوں کے حق ادا کرنے کی بھی مسلسل کوشش کرتا رہوں گا، تبھی ہماری عیدیں حقیقی عیدیں ہوں گی

رمضان ختم ہونے اور عید منانے کو ہمیں اپنی عبادتوں سے رخصت یا کمی یا پورا اہتمام نہ کرنے کا اجازت نامہ نہیں سمجھ لینا چاہئے

یہ عبادتیں ہی ہیں جو ہماری دنیوی اور آخری زندگی میں اللہ تعالیٰ کے فضلوں کا وارث بنانے کی ضمانت بنیں گی

ارشادات عالیہ سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

اللہ تعالیٰ آج ہمیں عید منانے کی توفیق عطا فرما رہا ہے لیکن ایک مومن کیلئے حقیقی عید صرف یہی نہیں کہ اچھے کپڑے پہن لیے، اچھے کھانے کھا لیے، دوستوں کے ساتھ مجلس میں بیٹھ کر خوش گپیوں میں وقت گزار لیا۔عید کی نماز پڑھ کر سمجھ لیا کہ اب عید کا فرض تو ادا ہو گیا اس لیے اب کھلی چھٹی ہے جو چاہے کرو۔نہ اس دن وقت پر ظہر کی نماز کی ادائیگی کا خیال، نہ عصر کی نماز کا خیال، نہ باقی نمازوں کا خیال اور اگر خیال آیا بھی تو جلدی جلدی جمع کر کے پڑھ لیں بلکہ بعض لوگ تو عید کی نماز بھی نہیں پڑھتے اور جب عید کی نماز ہو جاتی ہے تو بڑے اہتمام سے اٹھ کر تیار ہو کر عید کے دن کی جو دوسری رونقیں ہیں ان میں مصروف ہو جاتے ہیں جیسے یہی عید کا مقصد ہے۔یہ میں صرف بات برائے بات نہیں کر رہا بلکہ میں نے ایسے لوگ دیکھے ہیں جو عید کی نماز بھی نہیں پڑھتے اور کہہ دیتے ہیں کہ ہمیں نیند آ گئی تھی، ہم سوئے رہے۔

یاد رکھنا چاہئے کہ عید والا دن تو زیادہ عبادت کا دن ہے۔عام دنوں میں تو پانچ نمازیں فرض ہیں اور عید والے دن چھ نمازیں فرض ہیں۔حتیٰ کہ عورتوں کو بھی جنہیں بعض دنوں میں نماز معاف ہوتی ہے انہیں بھی عید والے دن عید گاہ جانے کا حکم ہے۔پس عید کے دن کی بہت اہمیت ہے......عید والے دن صرف ایک تہوار منانے کی طرح جمع ہونے کا دن نہیں ہے بلکہ اس میں اللہ تعالیٰ نے جو ہمارے سپرد کام کیے ہیں ان کا عام دنوں سے بڑھ کر حق ادا کرنا ضروری ہے۔اپنی عبادت کے بھی حق ادا کرنا ضروری ہے اور بندوں کے حق ادا کرنے کی جو ہر مومن کی ذمہ داری ہے اسے ادا کرنا بھی ضروری ہے۔اس دن یہ عہد کرنا چاہئے کہ مَیں اللہ تعالیٰ کے حق ادا کرنے کی بھی مستقل کوشش اب کرتا رہوں گا اور بندوں کے حق ادا کرنے کی بھی مسلسل کوشش کرتا رہوں گا، تبھی ہماری عیدیں حقیقی عیدیں ہوں گی۔پس ایسی عیدوں کو حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔اللہ تعالیٰ نے ہمیں ان حقوق کی ادائیگی کی قرآن کریم میں بہت جگہ توجہ دلائی ہے۔اگر ہم آج عید کے دن یہ عہد کرتے ہوئے ان حقوق و فرائض کی ادائیگی پر توجہ دیں کہ آئندہ ہم نے ان کو اپنی زندگیوں کا حصہ بنانا ہے جن کا میں عمومی طور پر گذشتہ جمعوں کے خطبات میں بھی ذکر کرتا رہا ہوں تو ہم نے اپنے رمضان کے مقصد کو پا لیا اور عید منانے کے مقصد کو بھی پانے والے ہوں گے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے سورۃُ النساء آیت نمبر 37 کے حوالہ سے فرمایا کہ اس میں اللہ تعالیٰ نے بعض فرائض کی طرف توجہ دلائی ہے، اور یہ ادا نہ کرنے والے تکبر کرنے والے اور شیخی بگھارنے والے ہیں اور ایسے لوگوں کو اللہ تعالیٰ پسند نہیں کرتا۔پس جنہیں اللہ تعالیٰ پسند نہیں کرتا ان کا نہ دین ہے نہ دنیا ہے۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ایک موقع پر اسکا بڑا سخت انذار فرمایا ہے۔آپؐ نے فرمایا کہ جس کے دل میں ذرّہ بھر بھی تکبر ہو گا اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل نہیں ہونے دے گا۔ایک شخص نے عرض کیا کہ انسان چاہتا ہے کہ اچھا کپڑا پہنے، اچھی جوتی پہنے، خوبصورت لگے تو یہ کس زمرے میں آئے گی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ تکبر نہیں ہے۔آپؐ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تو خود جمیل ہے۔خوبصورت ہے اور خوبصورتی کو پسند فرماتا ہے۔آپؐ نے فرمایا تکبر یہ ہے کہ انسان حق کا انکار کرے۔لوگوں کو ذلیل سمجھے۔انہیں حقارت کی نظر سے دیکھے اور ان سے بری طرح سے پیش آئے۔پس عید والے دن اچھے کپڑے پہننا، تیار ہونا، خوشبو لگانا یہ سب چیزیں اللہ تعالیٰ کو پسند ہیں لیکن ان کو فخر اور تکبر کا ذریعہ بنانا یہ اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں ہے۔

اس آیت میں ان باتوں کی طرف توجہ دلا کر پھر آخر میں کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر متکبر اور شیخی خورے کو پسند نہیں فرماتا۔ان باتوں میں اللہ تعالیٰ کا بھی حق ہے اور بندوں کا حق بھی ہے۔اللہ تعالیٰ کا حق ہے کہ اسکی عبادت کی جائے۔اب یہ بے شک اللہ تعالیٰ کا حق ہے کہ اس کی عبادت کی جائے اور کسی چیز کو اس کا شریک نہ ٹھہرایا جائے لیکن اس کا فائدہ بندے کو ہے۔لوگ پوچھتے ہیں اللہ تعالیٰ کو اس کا کیا فائدہ ہے؟ اللہ تعالیٰ کو اس کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔اللہ تعالیٰ نے ایک جگہ فرمایا ہے کہ انسان کی پیدائش کا مقصد عبادت ہے تو یہ اس لیے نہیں کہ اللہ تعالیٰ کو اس کا کوئی فائدہ ہے۔اللہ تعالیٰ نے تو ہماری بہتری کیلئے، ہمیں نوازنے کیلئے، ہماری اصلاح

باقی صفحہ 19 پر ملاحظہ فرمائیں

عید مبارک امام جماعت احمدیہ عالمگیر حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اور احباب جماعت احمدیہ عالمگیر کی خدمت میں ادارہ ہفت روزہ اخبار بدر قادیان کی جانب سے عید الفطر کی بہت بہت مبارک باد۔اللہ تعالیٰ یہ عید عالم اسلام کیلئے بہت مبارک کرے۔آمین۔

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

چاند دیکھ کر روزہ شروع کرو اور چاند دیکھ کر افطار کرو

۞ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم چاند دیکھ کر روزہ شروع کرو اور چاند دیکھ کر افطار کرو یعنی عید مناؤ اور اگر دھند یا بادل کی وجہ سے انتیس تاریخ کو چاند نہ دیکھ سکو (یا چاند اس روز ہوا ہی نہ ہو) تو شعبان اور اسی طرح رمضان کے تیس دن پورے کرو۔

(بخاری، کتاب الصوم، باب قول النبیؐ اذا رأیتم الھلال فصوموا)

شوال کے روزے

۞ حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص رمضان کے روزے رکھے۔اس کے بعد (عید کا دن چھوڑ کر) شوال کے بھی چھ روزے رکھے اس کو اتنا ثواب ملتا ہے جیسے اس نے سال بھر کے روزے رکھے ہوں۔(کیونکہ ایک روزے کا دس گنا ثواب ملتا ہے)

(مسلم، کتاب الصیام، باب استحباب صوم ستۃ ایام من شوال)

......☆......☆......☆......

اس شمارہ میں

خطبہ عید الاضحیٰ فرمودہ حضور انور 2023ء (مکمل متن)
خطبہ جمعہ فرمودہ حضور انور 15/مارچ 2024 (مکمل متن)
سیرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (از سیرت خاتم النّبیین)
سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام (از سیرۃ المہدی)
اطفال الاحمدیہ امریکہ کی حضور انور سے آن لائن ملاقات
پیغام حضور انور بر موقع جلسہ سالانہ تنزانیہ 2023ء
حضور انور سے پوچھے جانے والے اہم سوالات کے جوابات
ذکر خیر و اعلانات
جنازہ حاضر و غائب
خطبہ جمعہ بطرز سوال و جواب
خلاصہ خطبہ جمعہ

جمیل احمد ناصر، پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا: پروپرائٹر نگران بدر بورڈ قادیان

خطبہ عید الاضحیٰ 2023ء

قربانیاں اس وقت قبول ہوتی ہیں جب تقویٰ کے پیشِ نظر کی جائیں، اللہ تعالیٰ کی رضا کو حاصل کرنے کیلئے کی جائیں

پاکستان میں تو احمدیوں کو اس عید پر جذبات کی قربانی بھی دینی پڑتی ہے

اس زمانے میں جان کی قربانی دینے کا اور خالص ہو کر اللہ تعالیٰ کی خاطر جان کی قربانی دینے کا ادراک بھی جتنا احمدیوں کو ہے کسی اَور کو شاید ہی ہو

جس قانون کے تحت احمدیوں کو روکا جاتا ہے اس قانون کی وضاحت میں ان کی ہی اعلیٰ عدلیہ نے یہ فیصلہ دیا ہوا ہے کہ چار دیواری کے اندر احمدی اپنی عبادات اور مناسک بجالا سکتے ہیں

ظلم زیادہ دیر قائم نہیں رہ سکتا، یہ لوگ جو اپنی طاقت کے نشے میں من مانیاں کر رہے ہیں ایک دن اللہ تعالیٰ کی پکڑ میں آئیں گے، ان شاء اللہ

جذبات کو اللہ تعالیٰ کے حضور دعاؤں میں ڈھالنے کی کوشش کریں، دعاؤں میں بڑی طاقت ہے

اصل چیز قربانی کی روح کے پیچھے اللہ تعالیٰ کی رضا کو چاہنا ہے اور تقویٰ ہے جو ہماری ہر قسم کی قربانیوں میں کام آئے گا

اگر ہمارے اندر تقویٰ ہے اور اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر ہمارا ہر فعل ہے تو اللہ تعالیٰ جو دلوں کا حال جانتا ہے، ہمارے جذبات کی کیفیت جانتا ہے ہماری جانوروں کی قربانیوں کے بغیر بھی ہمیں قربانیوں کا اجر دے سکتا ہے

دعا کرتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ عید کی قربانیوں کی بھی ہمیں توفیق عطا فرمائے اور مخالفین کے منصوبوں کو خاک میں ملا دے، ہمارے اندر وہ تقویٰ پیدا کرے جو حقیقی تقویٰ ہے

اگر ہم اس تقویٰ کے معیار کو حاصل کر لیں، اللہ تعالیٰ سے ایک خاص تعلق پیدا کر لیں تو یہ مخالفتیں دیکھتے دیکھتے ہوا میں اڑ جائیں گی، ان شاء اللہ ہم تمام مناسک آزادی سے ادا کرنے والے ہوں گے

ایسے لوگ جو اللہ اور رسول کے نام پر ظلم کرتے ہیں اگر ان کی رسّی دراز ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ کی پکڑ بھی سخت ہوتی ہے

دنیا میں فتنہ و فساد اور جنگوں کے خاتمہ کیلئے، پاکستانی احمدیوں کیلئے خصوصاً نیز برکینا فاسو، بنگلہ دیش اور الجزائر سمیت تمام دنیا کے احمدیوں کیلئے دعاؤں کی تحریک

خطبہ عید الاضحیٰ سیّدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ
مورخہ 29/جون 2023ء بمطابق 29/احسان 1402 ہجری شمسی بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ (سرے) یو.کے

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ
أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ-
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ○ إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ○ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ○ صِرَاطَ الَّذِيْنَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ○

لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَلَا دِمَآؤُهَا وَلٰكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ كَذٰلِكَ سَخَّرَهَا لَكُمْ لِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ وَبَشِّرِ الْمُحْسِنِيْنَ (الحج:38) ہرگز اللہ تک نہ ان کے گوشت پہنچیں گے اور نہ خون لیکن تمہارا تقویٰ اس تک پہنچے گا۔ اِسی طرح اس نے تمہارے لئے انہیں مسخر کر دیا ہے تا کہ تم اللہ کی بڑائی بیان کرو اس بنا پر کہ جو اس نے تمہیں ہدایت عطا کی۔ اور احسان کرنے والوں کو خوشخبری دیدے۔

آج یہاں عید الاضحیٰ ہے۔ پاکستان میں بھی اور بہت سے ممالک میں بھی آج عید منائی جا رہی ہے۔ بعض جگہ کل بھی ہوگئی۔ سعودی عرب میں بھی۔ یہ عید قربانی کی عید بھی کہلاتی ہے۔

پاکستان میں تو احمدیوں کو اس عید پر جذبات کی قربانی بھی دینی پڑتی ہے۔

احمدیوں کو اللہ تعالیٰ کے فضل سے مالی قربانیاں دینے کی تو عادت ہے بلکہ اس زمانے میں جان کی قربانی دینے کا اور خالص ہو کر اللہ تعالیٰ کی خاطر جان کی قربانی دینے کا ادراک بھی جتنا احمدیوں کو ہے کسی اَور کو شاید ہی ہو۔

اس لیے بھیڑ بکریوں گائیوں وغیرہ پر خرچ کرنا اور اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے مطابق یہ خرچ کرنا تو احمدیوں کیلئے ایک ایسی خوشی کی بات ہے جس کا اندازہ نہیں کیا جا سکتا۔ اور جو یہ قربانی نہیں کر سکتے ان کی جذباتی کیفیت کیا ہوتی ہے اسکا اندازہ کرنا ہی مشکل ہے لیکن پاکستان میں قانون کی آڑ لے کر احمدیوں کو ان جانوروں کی قربانیوں سے روکا جاتا ہے اور یہ سب کچھ نام نہاد ملاں کے کہنے پر ہو رہا ہے۔ گزشتہ چند سالوں سے پولیس اور انتظامیہ پاکستان میں اسے ایسا خطرناک جرم ثابت کرنے کی کوشش کرتی رہی۔ اس بارے میں ماضی میں بھی اور اب بھی اس سال بھی بڑی منصوبہ بندی سے یہی ہو رہا ہے کہ مقدمات درج کر کے اپنے گھر میں بھی جانور ذبح کرنے کے جرم میں قید میں ڈال دیا جاتا ہے بلکہ اب تو یہ کہتے ہیں کہ عید کی نماز پڑھنا بھی جرم ہے اور اس سے بھی وہاں روکا گیا ہے۔

پس بعض جگہ تو اس قربانی کے نہ کرنے کی وجہ سے جذبات کی قربانی دینی پڑتی ہے، انتہائی خوف و ہراس کی حالت میں سے گزرنا پڑتا ہے حالانکہ جس قانون کے تحت احمدیوں کو روکا جاتا ہے اس قانون کی وضاحت میں ان کی ہی اعلیٰ عدلیہ نے یہ فیصلہ دیا ہوا ہے کہ چار دیواری کے اندر احمدی اپنی عبادات اور مناسک بجالا سکتے ہیں لیکن مُلّاں کے خوف یا بعض افسران کے ذاتی عناد یا مخالفت کی وجہ سے احمدیوں کو قربانی سے بھی روکا جاتا ہے۔ ان لوگوں کو خدا تعالیٰ سے زیادہ بندوں کا خوف ہے۔ نہیں جانتے کہ ظلم زیادہ دیر قائم نہیں رہ سکتا۔ یہ لوگ جو اپنی طاقت کے نشے میں من مانیاں کر رہے ہیں ایک دن اللہ تعالیٰ کی پکڑ میں آئیں گے، ان شاء اللہ۔

لیکن بہرحال احمدیوں کو ان دنوں میں جہاں اپنے جذبات قربان کرنے پڑتے ہیں۔ اور جذبات کی قربانی معمولی چیز نہیں ہے۔ وہاں جذبات کو اللہ تعالیٰ کے حضور دعاؤں میں ڈھالنے کی کوشش کریں، دعاؤں میں بڑی طاقت ہے۔

حضرت ہاجرہ علیہا السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کی دعائیں اور آہ و زاری اور بے چینی اور اللہ تعالیٰ پر توکل ہی تھا جس نے پانی کا چشمہ بہا دیا اور شہر بھی بسا دیا اور ایسا شہر جو مرکزِ اسلام بنا۔ پس ہمارا بھی یہ کام ہے کہ ہم عید قربان سے صرف یہ سبق نہ لیں کہ ہم نے جانور کی قربانی کرنی ہے اور بس۔ اصل چیز قربانی کی روح کے پیچھے اللہ تعالیٰ کی رضا کو چاہنا ہے اور تقویٰ ہے جو ہماری ہر قسم کی قربانیوں میں کام آئے گا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جب اپنی خواب کی بنا پر حضرت اسماعیل علیہ السلام کو یہ کہا کہ مَیں نے تجھے خواب میں ذبح کرتے دیکھا ہے، تُو بتا تیری اس بارے میں کیا رائے ہے تو اس اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کی خواہش رکھنے والے بیٹے نے یہ جواب دیا کہ يٰٓأَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ (الصافات:103) کہ اے میرے باپ! وہی کر جو تجھے حکم دیا گیا ہے اور گردن چھری کے نیچے رکھ دی اور اللہ تعالیٰ نے باپ بیٹے کی اس قربانی کے جذبے کو سراہتے ہوئے باپ کو بیٹے کی گردن پر چھری پھیرنے سے روک دیا اور اسکے بدلے جانور کی قربانی کا حکم دیا۔ پس یہ جذبہ اور اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کیلئے یہ عملی مظاہرہ تھا جس کو اللہ تعالیٰ نے قبول کرتے ہوئے اسے اسلامی تعلیم کی بنیاد اور مناسک میں شامل فرما لیا اور اس انسانی جان کے بدلے جانور کی قربانی صرف ایک ظاہری اظہار کیلئے

باقی صفحہ 10 پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

ہر اک نیکی کی جڑ یہ اتقا ہے اگر یہ جڑ رہی سب کچھ رہا ہے

ہم خوش قسمت ہوں گے اگر ہم رمضان کے اس ماحول سے فائدہ اٹھاتے ہوئے حقیقی رنگ میں اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو جذب کرنے والے بن جائیں

اصل مقصد تو تقویٰ پیدا کرنا ہے اگر یہ نہیں تو روزے کا مقصد ہی فوت ہو جاتا ہے

رمضان میں تو قرآن کریم کے پڑھنے، پڑھانے، سننے، سنانے کی طرف زیادہ توجہ ہونی چاہئے، ذکر الٰہی کی طرف زیادہ توجہ ہونی چاہئے، عبادات کی طرف زیادہ توجہ ہونی چاہئے

لیکن بجائے اس کے ہوتا یہ ہے کہ جو لوگ مختلف قسم کے کام کر رہے ہیں وہ اپنے کاموں سے آ کر افطاریوں کی دعوتیں کھانے میں مصروف ہو جاتے ہیں

ہمیں چاہئے کہ رمضان میں روزے کا حق ادا کرنے کی کوشش کریں، تقویٰ جو اصل مقصود ہے اسے حاصل کرنے کی کوشش کریں

شیطان کو کوئی معمولی چیز نہیں سمجھنا چاہئے اس نے بڑے چیلنج سے یہ بات کی تھی کہ اللہ تعالیٰ کے بندوں کی اکثریت میرے بہکاوے میں آ کر میرے پیچھے چلے گی

پس ہم نے رمضان میں اس کے اس چیلنج کا مقابلہ کرنا ہے

خدا تعالیٰ کا اس سے یعنی روزے سے منشاء یہ ہے کہ ایک غذا کو کم کرو اور دوسری کو بڑھاؤ......روزے سے یہی مطلب ہے کہ انسان ایک روٹی کو چھوڑ کر جو جسم کی پرورش کرتی ہے دوسری روٹی کو حاصل کرے جو روح کی تسلی اور سیری کا باعث ہے اور جو لوگ محض خدا تعالیٰ کیلئے روزے رکھتے ہیں اور نرے رسم کے طور پر نہیں رکھتے انہیں چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کی حمد اور تسبیح اور تہلیل میں لگے رہیں جس سے دوسری غذا انہیں مل جائے (حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام)

تسبیح کریں، اس کیلئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بتائی ہوئی یہ دعا جو الہامی دعا بھی ہے

یعنی ''سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ'' ایک بہت اہم دعا ہے

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں تقویٰ پر چلنے کی بے شمار جگہ تلقین فرماتا ہے، ہر نیکی کے حصول کیلئے تقویٰ شرط رکھی ہے

پس تقویٰ ہی ہے جو اللہ تعالیٰ کو پسند ہے، تقویٰ ہی ہے جو ہر نیکی کی طرف لے کر جاتا ہے، تقویٰ ہی ہے جو دنیاوی آلائشوں سے پاک کرتا ہے

تقویٰ ہی ہے جس سے انسان کی جسمانی اور روحانی ہر قسم کی ضرورت پوری ہوتی ہے، پس تقویٰ کا حصول ایک مومن کا اوّلین فرض ہونا چاہئے

خوب یاد رکھو کہ تقویٰ تمام دینی علوم کی کنجی ہے، انسان تقویٰ کے سوا ان کو نہیں سیکھ سکتا

''جو شخص قرآن مجید کی ہدایت پر کاربند ہوگا وہ معرفت کے اعلیٰ مقام تک پہنچے گا'' (حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام)

سائنسدان تو صرف اپنی ریسرچ کیلئے، ایک تسلی کیلئے وہ ریسرچ کرتے ہیں اور ان کی تسلی ہوتی ہے تو پھر لوگوں کو بتاتے ہیں

لیکن یہاں جو ایک تصور باندھا اور اس کے بعد ریسرچ کی اس سے ہر انسان فائدہ اٹھا سکتا ہے، یہ ہے اسلام کی خوبی، یہ ہے ایمان بالغیب کی اصل حقیقت

''تقویٰ ایک ایسی چیز ہے کہ جسے یہ حاصل ہوا سے گویا تمام جہان کی نعمتیں حاصل ہو گئیں''

''تقویٰ ایک تریاق ہے جو اسے استعمال کرتا ہے تمام زہروں سے نجات پاتا ہے، مگر تقویٰ کامل ہونا چاہئے''

ہماری جماعت کو یہ بات بہت ہی یاد رکھنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کو کسی حالت میں نہ بھلایا جاوے، ہر وقت اسی سے مدد مانگتے رہنا چاہئے، اس کے بغیر انسان کچھ چیز نہیں

''خوب یاد رکھنا چاہئے کہ کوئی کسی کی مصیبت میں کام نہیں آ سکتا اور کوئی شریک ہمدردی نہیں کر سکتا جب تک خدا خود دستگیری نہ کرے اور اپنے فضل سے آپ اس مصیبت کو دور نہ کرے''

''جب تک خوف الٰہی کی حالت نہ ہو تب تک حقیقی تقویٰ حاصل نہیں ہو سکتا''

پس خوش قسمت ہیں ہم میں سے وہ جو اس رمضان سے حقیقی فائدہ اٹھاتے ہوئے اپنے تقویٰ کے معیار کو اس مقام پر لانے کی کوشش کریں جو خدا تعالیٰ ہم سے چاہتا ہے

''ایک دفعہ میرے دل میں آیا کہ فدیہ کس لئے مقرر کیا گیا ہے تو معلوم ہوا کہ توفیق کے واسطے ہے تا کہ روزہ کی توفیق اس سے حاصل ہو''

اصل تقویٰ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ کے حکم کی اطاعت کی جائے

یقیناً اللہ تعالیٰ نے میری امّت کے مریضوں اور مسافروں کیلئے رمضان میں سفر کی حالت میں روزہ نہ رکھنے کو بطور صدقہ ایک رعایت قرار دیا ہے،
کیا تم میں سے کسی کو یہ پسند ہے کہ وہ تم سے کسی کو کوئی چیز تحفہ دے پھر وہ اس چیز کو تحفہ دینے والے کو واپس لوٹا دے (الحدیث)

اسیرانِ راہِ مولیٰ کی رہائی، مسلمان ممالک اور دنیا کے عمومی حالات کیلئے اور جنگوں کے بداثرات سے بچنے کیلئے دعا کی تحریک

رمضان المبارک کے فضائل اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشادات کی روشنی میں حصولِ تقویٰ کا پُر معارف بیان

خطبہ جمعہ سیّدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 15/مارچ 2024ء بمطابق 15/امان 1403 ہجری شمسی بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ (سرے) یو.کے

(خطبہ کا یہ متن ادارہ بدر ادارہ الفضل انٹرنیشنل لندن کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے)

اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ○ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ○
اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ○ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ○
يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ﴿۱۸۴﴾ اَيَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ ؕ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ ؕ وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ ؕ فَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ ؕ وَاَنْ تَصُوْمُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۸۵﴾ (البقرہ: 184، 185)

اے وہ لوگو! جو ایمان لائے ہو تم پر روزے اسی طرح فرض کر دیے گئے ہیں جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیے گئے تھے تا کہ تم تقویٰ اختیار کرو۔ گنتی کے چند دن ہیں۔ پس جو بھی تم میں سے مریض ہو یا سفر پر ہو تو اسے چاہئے کہ وہ اتنی مدت کے روزے دوسرے ایام میں پورے کرے۔ اور جو لوگ اس کی طاقت رکھتے ہوں ان پر فدیہ ایک مسکین کو کھانا کھلانا ہے۔ پس جو کوئی بھی نفلی نیکی کرے تو یہ اس کیلئے بہت اچھا ہے اور تمہارا روزے رکھنا تمہارے لیے بہتر ہے اگر تم علم رکھتے ہو۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے رمضان کا مہینہ شروع ہو چکا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ بہت عظیم اور برکتوں والا مہینہ ہے۔

(سنن النسائی، کتاب الصوم، باب ذکر الاختلاف علی معمر فیہ حدیث 2108)

اس مہینہ میں اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو اپنے فضلوں سے نوازنے کیلئے بہت مہربان ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ تو عام دنوں میں بھی اپنے بندوں کو اس طرح نوازتا ہے جس کا ہم تصور بھی نہیں کر سکتے۔ اس مہینے میں جب خاص طور پر شیطان کو جکڑ کر اس کے پنجے سے نکلنے کے سامان کرتا ہے تو اس کیلئے تو ہمارے پاس الفاظ ہی نہیں ہیں کہ کس طرح مثال دی جائے۔ جب بھی اللہ تعالیٰ کی طرف ہم بڑھیں تو اس کے احسان کے دروازے پہلے سے زیادہ کھلے ہوئے پاتے ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ نے یہ مہینہ اپنے احسانوں سے نوازنے کا مقرر کیا ہے۔ جو بھی اللہ تعالیٰ کی عبادت میں گذشتہ دنوں سستیاں ہم دکھا چکے ہیں، نوافل کی ادائیگی میں سستیاں دکھا چکے ہیں، قرآن کریم کی تلاوت کرنے پڑھنے سمجھنے میں سستیاں دکھا چکے ہیں، قرآن کریم کی تعلیم پر عمل کرنے میں سستیاں دکھا چکے ہیں ان کیلئے اس مہینے میں سامان کر دیا کہ اس مہینے میں فرائض بھی اور نوافل بھی خاص طور پر ادا کرنے کا ماحول ہے۔ اس لیے فائدہ اٹھاؤ۔

درس کا مساجد میں بھی انتظام ہوتا ہے اور ایم ٹی اے پر بھی انتظام ہے اس سے فائدہ اٹھانا چاہئے اور اللہ تعالیٰ کے قرب کو تلاش کرنا چاہئے۔

اور پھر اس ماحول کے اثر کو اپنی زندگیوں کا مستقل حصہ ہمیں بنانا چاہئے تا کہ ہم اللہ تعالیٰ کے فضلوں اور احسانوں کے مستقل وارث بنتے چلے جائیں۔ پس اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اس ماحول سے بہترین فائدہ اٹھانے کی کوشش کرتے ہوئے میری طرف بڑھو اور اللہ تعالیٰ کو اپنے بندے کی اللہ تعالیٰ کی طرف آنے کی جتنی خوشی ہوتی ہے اسکا اندازہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد سے ہوتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جو خوشی ماں کو اس کے گمشدہ بچے کے ملنے کی ہوتی ہے اللہ تعالیٰ کو اس سے زیادہ خوشی اپنے گمشدہ بندے کے ملنے سے ہوتی ہے۔ (صحیح البخاری، کتاب الادب، باب رحمۃ الولد...... حدیث 5999، نیز صحیح بخاری، کتاب الدعوات، بَابُ التَّوْبَةِ 6308)

یعنی جو لوگ حقوق اللہ اور حقوق العباد ادا کرنے والے نہیں ہیں یا اس کا حق ادا کرتے ہوئے ادا نہیں کر رہے، اس میں سستیاں دکھانے والے ہیں وہ جب حقیقت میں یہ حق ادا کرنے والے بن جاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کی خوشی کی کوئی انتہا نہیں ہوتی اور اللہ تعالیٰ وہ ذات ہے جب وہ اپنے بندے سے خوش ہوتا ہے تو اس کو اس قدر نوازتا ہے کہ جس کی انتہا نہیں۔ پس ہم خوش قسمت ہوں گے اگر ہم رمضان کے اس ماحول سے فائدہ اٹھاتے ہوئے حقیقی رنگ میں اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو جذب کرنے والے بن جائیں۔

یہ آیات جو مَیں نے تلاوت کی ہیں ان میں اللہ تعالیٰ نے جہاں تقویٰ پر چلتے ہوئے ہمیں اپنے حکموں پر چلنے کی طرف توجہ دلائی ہے وہاں روزے سے متعلقہ بعض احکام کا بھی ذکر فرمایا ہے۔ پس ہم خوش قسمت ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ایسی پُرحکمت کتاب ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ عطا فرمائی ہے تا کہ ہم اس کی قربتوں کے حاصل کرنے والے بن جائیں، ان رستوں پر چلنے والے بن جائیں جو اس کی قربت کے راستے ہیں۔ یہ پہلی آیت ہے۔ اسکے پہلے ارشاد میں ہی ہمیں عاجزانہ راہوں پر چلنے کی طرف توجہ دلا دی اور ہمیں عاجزی کی تلقین یہ کہہ کر فرما دی کہ تم روزے رکھ کر کوئی ایسا کام کرنے لگے ہو جو صرف تمہارا ہی امتیاز ہے، یہ نہیں ہے بلکہ تم سے پہلے لوگوں پر بھی روزے فرض کیے گئے تھے۔ ٹھیک ہے ان کے روزوں کے طریق میں شاید کچھ فرق ہو گا لیکن روزے ان پر بھی فرض کیے گئے تھے اور مقصد یہ تھا کہ وہ تقویٰ پر چلیں اور یہی روزوں کا مقصد تمہارے لیے بھی ہے کہ تم تقویٰ پر چلو یعنی تم غلط باتوں سے بچو اور نیک باتوں کو اختیار کرو اور گناہوں اور غلط باتوں سے اس طرح اپنے آپ کو بچاؤ جس طرح ایک جنگجو ڈھال کے پیچھے اپنے آپ کو بچانے کی کوشش کرتا ہے اور ڈھال کو سامنے رکھنے والا جنگجو صرف اپنے آپ کو ہی نہیں بچاتا بلکہ وہ دشمن پر وار بھی کرتا ہے۔ پس تم بھی اگر تقویٰ پر چل رہے ہو تو نہ صرف اپنے آپ کو بچاؤ گے بلکہ شیطان پر اور شیطانی خیالات پر حملہ کر کے اس کو بھی مار دو گے اور یہی طریق ہے جس سے تقویٰ پر چلتے ہوئے روزے کا حق ادا ہوتا ہے ورنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہیں بھوکا رکھنے کا اللہ تعالیٰ کو کوئی شوق نہیں۔ (صحیح البخاری، کتاب الصوم، باب من لم یدع قول الزور...... حدیث 1903)

اصل مقصد تو تقویٰ پیدا کرنا ہے اگر یہ نہیں تو روزے کا مقصد ہی فوت ہو جاتا ہے۔

آج کل تو مسلمانوں کی بہت بڑی تعداد میں بھوکا رہنے والی بات بھی نہیں رہی۔ اکثر خاص طور پر جو امیر لوگ ہیں سحری بھی بڑے اہتمام سے کھاتے ہیں اور افطاری بھی بڑے اہتمام سے کرتے ہیں۔ ہاں بیچارہ غریب ہے جسے سحری اور افطاری بھی بڑی مشکل سے میسر آتی ہے لیکن ان کا بھی روزے میں بھوک کے ساتھ پانی پینے سے رکنا اللہ تعالیٰ کی نظر میں تب مقبول ہو گا جب تقویٰ کے راستوں کی بھی تلاش کریں گے۔ اپنی عبادتوں کو سنوارنے کی کوشش کریں گے۔ یہاں یہ بھی بیان کر دوں کہ امیروں کو چاہئے کہ اپنے علاقے کے غریبوں کی رمضان میں خاص طور پر خبرگیری کریں۔ افطاریوں میں صرف امراء کو ہی جمع کر کے افطاریوں سے لطف اندوز نہ ہوں بلکہ غریبوں کی افطاریوں کا بھی انتظام کریں اور یہ جو دعوتوں کے رنگ میں بڑی بڑی افطاریاں ہوتی ہیں، ان کے حق میں تو ویسے بھی مَیں نہیں۔ یہ اب دکھاوے اور بدعت کا رنگ اختیار کر گئی ہیں۔

رمضان میں تو قرآن کریم کے پڑھنے، پڑھانے، سننے، سنانے کی طرف زیادہ توجہ ہونی چاہئے۔ ذکر الٰہی کی طرف زیادہ توجہ ہونی چاہئے۔ عبادات کی طرف زیادہ توجہ ہونی چاہئے لیکن بجائے اس کے ہوتا یہ ہے کہ جو لوگ مختلف قسم کے کام کر رہے ہیں وہ اپنے کاموں سے آ کر افطاریوں کی دعوتیں کھانے میں مصروف ہو جاتے ہیں اور جنہوں نے افطاریوں کی دعوت کی ہوتی ہے وہ بھی اس طرف توجہ دینے کی بجائے کہ قرآن و حدیث پڑھیں، ذکر الٰہی کریں، عبادت کی طرف توجہ دیں اس کوشش میں ہوتے ہیں کہ کس طرح اچھے سے اچھا انتظام ہو، افطاری کا سامان ہو، کیسی اچھے سے اچھی افطاری تیار ہو تا کہ ان کی واہ واہ ہو کہ افطاری میں بہت کمال کر دیا۔ تو یہ چیزیں رمضان کا مقصد نہیں ہیں۔ یہ تو تقویٰ سے دُور لے جانے والی باتیں ہیں۔

پس ڈھال سے فائدہ اٹھانے کیلئے ڈھال کا صحیح استعمال کرنا بھی ضروری ہے ورنہ شیطان تو دائیں بائیں، آگے پیچھے سے حملہ کرے گا، کس طرح بچائیں گے؟ اور پھر یہ شیطان انسان کو کاری زخم لگا کر زخمی بھی کر سکتا ہے۔ پس ہمیں چاہئے کہ رمضان میں روزے کا حق ادا کرنے کی کوشش کریں۔

تقویٰ جو اصل مقصود ہے اسے حاصل کرنے کی کوشش کریں۔

اللہ تعالیٰ کی خاطر جائز باتوں سے بھی رکیں تو پھر یقیناً اللہ تعالیٰ کی رحمت کی نظر ہم پر ہو گی اور اللہ تعالیٰ ہمارے شیطان کو بھی جکڑ دے گا اور نیکیاں کرنے کا وسیع میدان بلا روک ٹوک ہم پار کرتے چلے جائیں گے۔ عبادتوں اور ذکر الٰہی کا حصار ہمیں اللہ تعالیٰ کے فضل سے شیطانی حملوں اور روکوں سے بچاتا چلا جائے گا۔

شیطان کو کوئی معمولی چیز نہیں سمجھنا چاہئے اس نے بڑے چیلنج سے یہ بات کی تھی کہ اللہ تعالیٰ کے بندوں کی اکثریت میرے بہکاوے میں آ کر میرے پیچھے چلے گی۔ پس ہم نے رمضان میں اسکے اس چیلنج کا مقابلہ کرنا ہے

اور پھر یہ کوشش کرنی ہے کہ ہم عبادتوں اور قرآنی احکام پر عمل کرنے کے ہتھیار سے شیطان کا ہمیشہ مقابلہ کرتے چلے جائیں۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام روزے کی حقیقت کے بارے میں بیان فرماتے ہوئے ایک جگہ فرماتے ہیں: روزے کی حقیقت سے بھی لوگ ناواقف ہیں۔ اصل یہ ہے کہ جس ملک میں انسان جاتا نہیں اور جس عالَم سے واقف نہیں اسکے حالات کیا بیان کرے۔ روزہ اتنا ہی نہیں کہ اس میں انسان بھوکا پیاسا رہتا ہے بلکہ اس کی ایک حقیقت اور اسکا ایک اثر ہے جو تجربہ سے معلوم ہوتا ہے۔ انسانی فطرت میں ہے کہ جس قدر کم کھاتا ہے اسی قدر تزکیہ نفس ہوتا ہے اور کشفی قوتیں بڑھتی ہیں۔ لیکن بدقسمتی سے آج کل تو روزہ کھانے پینے کا نام ہے۔ بہرحال آپؑ فرماتے ہیں۔

خدا تعالیٰ کا اس سے یعنی روزے سے منشا یہ ہے کہ ایک غذا کو کم کرو اور دوسری کو بڑھاؤ۔ ہمیشہ روزے دار کو یہ مدنظر رکھنا چاہئے کہ اس سے اتنا ہی مطلب نہیں ہے کہ بھوکا رہے بلکہ اسے چاہئے کہ خدا تعالیٰ کے ذکر میں مصروف رہے تاکہ تبتل اور انقطاع حاصل ہو۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ پیدا ہو اور دنیا سے بے رغبتی ہو۔ پس روزے سے یہی مطلب ہے کہ انسان ایک روٹی کو چھوڑ کر جو جسم کی پرورش کرتی ہے دوسری روٹی کو حاصل کرے جو روح کی تسلی اور سیری کا باعث ہے۔ اور جو لوگ محض خدا تعالیٰ کیلئے روزے رکھتے ہیں اور نرے رسم کے طور پر نہیں رکھتے انہیں چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کی حمد اور تسبیح اور تہلیل میں لگے رہیں جس سے دوسری غذا انہیں مل جائے۔

(ماخوذ از ملفوظات، جلد 9، صفحہ 122-123، ایڈیشن 1984ء)

پس رمضان میں قرآن کریم کے پڑھنے اور سمجھنے کے ساتھ ساتھ عبادت اور ذکر الٰہی بھی بہت ضروری ہے۔ دل اللہ تعالیٰ کی حمد کرتا رہے۔ تسبیح کریں۔ اس کیلئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بتائی ہوئی یہ دعا جو الہامی دعا بھی ہے یعنی ''سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ ۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِ مُحَمَّدٍ'' ایک بہت اہم دعا ہے۔

(بحوالہ تریاق القلوب، روحانی خزائن، جلد 15، صفحہ 208)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا واسطہ دعاؤں کی قبولیت کیلئے ضروری ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے۔ اسی طرح تہلیل ہے جو اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا اظہار ہے۔ یہ بھی بہت ضروری ہے۔ پس یہ ذریعے ہیں جو تقویٰ میں ترقی کا باعث بنتے ہیں اور قبولیت دعا کیلئے بھی اہم ہیں۔ پس اس طرف ہمیں خاص طور پر توجہ دینی چاہئے۔

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں تقویٰ پر چلنے کی بے شمار جگہ تلقین فرماتا ہے۔ ہر نیکی کے حصول کیلئے تقویٰ شرط رکھی ہے۔ پس اس کی طرف بہت توجہ کی ضرورت ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی اس طرف بے شمار جگہ بلکہ قریباً ہر مجلس میں ہی توجہ دلائی ہے۔ آپؑ کا ایک مصرعہ ہے۔

''ہر اک نیکی کی جڑ یہ اتقا ہے''

تو اللہ تعالیٰ نے آپؑ کو الہاماً اگلا مصرعہ فرمایا کہ

''اگر یہ جڑ رہی سب کچھ رہا ہے''

(ملفوظات، جلد 4، صفحہ 48، ایڈیشن 1984ء)

پس تقویٰ ہی ہے جو اللہ تعالیٰ کو پسند ہے۔ تقویٰ ہی ہے جو ہر نیکی کی طرف لے کر جاتا ہے۔ تقویٰ ہی ہے جو دنیاوی آلائشوں سے پاک کرتا ہے۔ تقویٰ ہی ہے جس سے انسان کی جسمانی اور روحانی ہر قسم کی ضرورت پوری ہوتی ہے۔ پس تقویٰ کا حصول ایک مومن کا اوّلین فرض ہونا چاہئے۔

جیسا کہ مَیں نے کہا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی تقویٰ کے مضمون کو مختلف پیرایوں میں کئی جگہ بیان فرمایا ہے۔ آپ علیہ السلام کے بعض ارشادات بھی اس سلسلہ میں پیش کرتا ہوں۔ آپؑ فرماتے ہیں: ''قرآن شریف نے شروع میں ہی فرمایا ھُدًی لِّلْمُتَّقِیْنَ (البقرہ: 3) پس قرآن شریف کے سمجھنے اور اس کے موافق ہدایت پانے کیلئے تقویٰ ضروری اصل ہے۔ ایسا ہی دوسری جگہ فرمایا لَا یَمَسُّہٗٓ اِلَّا الْمُطَھَّرُوْنَ (الواقعہ: 80) دوسرے علوم میں یہ شرط نہیں۔ ریاضی، ہندسہ و ہیئت وغیرہ ''دوسرے مضامین ہیں ان'' میں اس امر کی شرط نہیں کہ سیکھنے والا ضرور متقی اور پرہیزگار ہو بلکہ خواہ کیسا ہی فاسق و فاجر ہو وہ بھی سیکھ سکتا ہے۔'' بلکہ آج کل تو یہ لوگ اس مضمون میں بہت زیادہ بڑھے ہوئے ہیں۔ فرمایا ''مگر علمِ دین میں خشک منطقی اور فلسفی ترقی نہیں کر سکتا اور اس پر وہ حقائق اور معارف نہیں کھل سکتے۔ جس کا دل خراب ہے اور تقویٰ سے حصہ نہیں رکھتا اور پھر کہتا ہے کہ علومِ دین اور حقائق اس کی زبان پر جاری ہوتے ہیں وہ جھوٹ بولتا ہے۔ ہرگز ہرگز اسے دین کے حقائق اور معارف سے حصہ نہیں ملتا بلکہ دین کے لطائف اور نکات کیلئے متقی ہونا شرط ہے جیسا کہ یہ فارسی شعر ہے۔

عَروسِ حضرتِ قرآں نقاب آنگہ بَرُ دَارَ د
کہ دَارُ الملک معنے را کُنَد خَالِی زِہرَ غَوغا''

کہ فرقان کی دلہن تب نقاب اٹھاتی ہے جب باطن کی بستی کو ہر قسم کے شور و غوغا سے خالی کر لیا جائے۔ آپؑ فرماتے ہیں کہ ''جب تک یہ بات پیدا نہ ہو اور دار الملک معنی خالی نہ ہو۔'' یعنی دل کی بستی جو ہے وہ دنیاوی گندگیوں سے پاک کرنا ضروری ہے۔ اگر وہ ان سے خالی نہیں ہے تو پھر کوئی فائدہ نہیں۔ فرمایا ''وہ غوغا کیا ہے؟'' یہ شور شرابہ کیا چیز ہے۔ ''یہی فسق و فجور۔'' غوغا جو گندگیاں ہیں، کیا ہے؟ یہی فسق و فجور ہے، ''دنیا پسندی ہے۔ ہاں یہ جدا امر ہے کہ چور کی طرح کچھ کہلائے تو کہہ دے۔'' یعنی جو نیکی کی باتیں اگر کبھی کوئی شخص کہہ بھی دیتا ہے تو وہ دوسروں کی چوری کی ہوئی باتیں ہوتی ہیں، اپنی نہیں ہوتیں ''لیکن جو روح القدس سے بولتے ہیں وہ بجز تقویٰ کے نہیں بولتے۔

یہ خوب یاد رکھو کہ تقویٰ تمام دینی علوم کی کنجی ہے۔ انسان تقویٰ کے سوا ان کو نہیں سیکھ سکتا۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: الٓمّٓ ۚ ذٰلِکَ الْکِتٰبُ لَا رَیْبَ ۛۚ فِیْہِ ۛۚ ھُدًی لِّلْمُتَّقِیْنَ (البقرہ: 2-3) یہ کتاب تقویٰ کرنے والوں کو ہدایت کرتی ہے اور وہ کون ہیں؟ اَلَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ (البقرہ: 4) جو غیب پر ایمان لاتے ہیں۔ یعنی ابھی وہ خدا نظر نہیں آتا'' لیکن اللہ تعالیٰ پر ان کا ایمان ہے کہ خدا ہے اور تجربہ بھی نہیں ہے لیکن پھر بھی ایمان لاتے ہیں کہ خدا ہے۔ ''اور پھر نماز کو کھڑی کرتے ہیں یعنی نماز میں ابھی پورا سرور اور ذوق پیدا نہیں ہوتا۔'' کھڑی کرنے کا مطلب یہ ہے کہ ابھی پورا سرور اور ذوق پیدا نہیں ہوتا۔ ''تاہم بے لطفی اور بے ذوقی اور وساوس میں ہی نماز کو قائم کرتے ہیں اور جو کچھ ہم نے ان کو دیا ہے اس میں سے کچھ خرچ کرتے ہیں اور جو کچھ تجھ پر یا تجھ سے پہلے نازل کیا گیا ہے اس پر ایمان لاتے ہیں۔'' فرمایا کہ ''یہ متقی کے ابتدائی مدارج اور صفات ہیں۔'' یہ باتیں تو ایک متقی کے ابتدائی مدارج ہیں، درجے ہیں اور صفات ہیں۔ یہ ایمانی باتیں ہونی چاہئیں۔ ایمان بالغیب اور نماز کا قیام یہ سب ابتدائی باتیں ہیں۔ فرماتے ہیں کہ ''...... یہاں اعتراض ہوتا ہے کہ جب وہ خدا پر ایمان لاتے ہیں۔ نماز پڑھتے ہیں۔ خرچ کرتے ہیں اور ایسا ہی خدا کی کتابوں پر ایمان لاتے ہیں۔ پھر اسکے سوائی ہدایت کیا ہوئی؟'' یہ تو پہلے ہی کر رہے ہیں تو پھر اب اس سے آگے کیا بڑھنا ہے۔ ''یہ تو گویا تحصیلِ حاصل ہوئی۔'' یعنی جو پہلے ہے اسی کو دوبارہ حاصل کرنا ہے۔ فرمایا ''......اس سوال کا جواب یہ ہے کہ یہ عبارتیں اور یہ الفاظ اسی حد تک جو بیان کی گئی ہیں انسان کے کمال سلوک اور معرفتِ تامہ پر دلالت نہیں کرتے۔'' یہ جو عبادتیں ہیں بیشک یہ ٹھیک ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یہ کرو لیکن یہ اسکا کمال نہیں ہے۔ اسکا آخری مقصد نہیں ہے۔ یہ تو ابتدائی چیزیں ہیں کہ اللہ تعالیٰ پر، غیب پر ایمان لانا، نمازیں پڑھنا، نمازیں گرجائیں پھر توجہ دینا، تھوڑا بہت خرچ کر لینا، یہ تو نیکیوں کی طرف لے جانے کیلئے ابتدائی چیزیں ہیں۔ فرمایا ''اگر ہدایت کا انتہائی نقطہ یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ ہی تک ہو تو پھر معرفت کیا ہوئی؟'' اگر ہدایت یہی ہے کہ غیب پر ایمان لے آؤ تو پھر معرفت کیا ہوئی۔ اللہ تعالیٰ کی پہچان کس طرح ہوگی۔ ''اس لیے جو شخص قرآن مجید کی ہدایت پر کاربند ہوگا وہ معرفت کے اعلیٰ مقام تک پہنچے گا۔''

معرفت حاصل کرنی ہے تو قرآن مجید کی ہدایت کو پڑھو۔ ان پر عمل کرو۔ پھر معرفت کے مقام حاصل ہوں گے۔ انسان غیب کے علم سے باہر آئے گا ''اور وہ یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ سے نکل کر مشاہدہ کی حالت تک ترقی کرے گا گویا خدا تعالیٰ کے وجود پر عین الیقین کا مقام ملے گا۔'' عمل ہوگا تو تبھی عین الیقین کا مقام ملے گا۔

پس یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ سے نکلنے کیلئے قرآن کریم کے حکموں پر عمل ضروری ہے۔ لوگ یہ سوال کرتے ہیں کہ غیب پر ایمان کیوں لائیں آج کل تو کیوں کا سوال نوجوانوں میں، بچوں میں بہت اٹھتا ہے۔ جس چیز کا ہمیں پتہ ہی نہیں اس پر ایمان کیوں لائیں؟ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: غیب پر ایمان تو ابتدائی شکل ہے۔ یہ کتاب جو دی گئی ہے اس پر عمل کرو۔ ایمان لانے کے بعد اس پر عمل ضروری ہے جو تمہیں اللہ تعالیٰ کی صحیح پہچان دلائے گا۔ تو غیب سے باہر نکل کر مشاہدے کی حالت پیدا ہوگی۔ صرف غیب سے نہیں ہوگا بلکہ خود آدمی مشاہدہ کرے گا کہ کون خدا ہے۔ یہ تو دنیا کا اصول بھی ہے جو سائنٹسٹ (scientist) ہیں، ریسرچر (researcher) ہیں وہ جانتے ہیں کہ تجربات میں بھی پہلے ایک hypothesis بنتا ہے، اس پر بنیاد کر کے ریسرچ ہوتی ہے اور پتہ نہیں کہ وہ سچ ثابت ہو یا نہ ہو لیکن اس پہ تصور میں ایک بنیاد بنائی جاتی ہے اور اس پر ریسرچ کی جاتی ہے لیکن اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم ایمان بالغیب کی بنیاد بنا کر پھر قرآنی احکامات پر عمل کرو، محنت کرو، غور کرو، پھر دیکھو تم مشاہدہ بھی کر لو گے۔

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

تمہیں چاہئے کہ اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو بھی شریک نہ ٹھہراؤ اور نماز سنوار کر ادا کرو اور زکوٰۃ دو اور صلہ رحمی کرو

(بخاری، کتاب الزکاۃ، باب وجوب الزکاۃ)

طالبِ دُعا : نور الہدیٰ اینڈ فیملی (جماعت احمدیہ سملیہ، صوبہ جھارکھنڈ)

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرا بندہ فرض ادا کرنے کے بعد نفل عبادتیں کر کے مجھ سے اتنا نزدیک ہو جاتا ہے کہ مَیں اس سے محبت کرنے لگ جاتا ہوں

(صحیح بخاری، کتاب الرقاق، باب التواضع)

طالبِ دُعا : نصیر احمد، جماعت احمدیہ بنگلور (صوبہ کرناٹک)

سائنسدان تو صرف اپنی ریسرچ کیلئے، ایک تسلی کیلئے وہ ریسرچ کرتے ہیں اور ان کی تسلی ہوتی ہے تو پھر لوگوں کو بتاتے ہیں لیکن یہاں جو ایک تصور باندھا اور اسکے بعد ریسرچ کی اس سے ہر انسان فائدہ اٹھا سکتا ہے۔ یہ ہے اسلام کی خوبی۔ یہ ہے ایمان بالغیب کی اصل حقیقت۔

فرماتے ہیں کہ ’’اسی طرح پر نماز کے متعلق ابتدائی حالت تو یہی ہوگی جو یہاں بیان کی کہ وہ نماز کو کھڑی کرتے ہیں‘‘ قیام کا مطلب کھڑی کرنا۔ ’’یعنی نماز گویا گری پڑتی ہے۔ گرنے سے مراد یہ ہے کہ اس میں ذوق اور لذّت نہیں۔ بے ذوقی اور وساوس کا سلسلہ ہے۔ اس لئے اس میں وہ کشش اور جذب نہیں کہ انسان جیسے بھوک پیاس سے بیقرار ہو کر کھانے اور پانی کیلئے دوڑتا ہے اسی طرح پر نماز کیلئے دیوانہ وار دوڑے لیکن جب وہ ہدایت پاتا ہے تو پھر یہ صورت نہیں رہے گی۔ اس میں ایک ذوق پیدا ہو جائے گا۔‘‘ نماز میں بھی ایک لذت آئے گی۔ ’’وساوس کا سلسلہ ختم ہو کر اطمینان اور سکینت کا رنگ شروع ہوگا۔‘‘ آپؑ فرماتے ہیں کہ ’’کہتے ہیں کسی شخص کی کوئی چیز گم ہوگئی تو اس نے کہا کہ ذرا ٹھہر جاؤ۔ نماز میں یاد آجائیگی۔ یہ نماز کا ملوں کی نہیں ہوا کرتی کیونکہ اس میں تو شیطان انہیں وسوسہ ڈالتا ہے۔‘‘ یعنی چیز گم ہوگئی اس نے کہا اچھا ویسے تو یاد نہیں آرہی چلو نماز پڑھتے ہیں۔ نماز میں میرے خیالات اِدھر اُدھر جاتے رہیں گے اور آخر شاید اس میں یہ بات یاد آجائے کہ میں نے کہاں وہ چیز رکھی تھی تو یہ نماز کاملوں کی نماز نہیں ہے، یہ شیطانی وسوسے ہیں ’’لیکن جب کامل کا درجہ ملے گا تو ہر وقت نماز ہی میں رہے گا۔‘‘ یعنی اللہ تعالیٰ ہر وقت یاد رہے گا۔ ’’اور ہزاروں روپیہ کی تجارت اور مفاد بھی اس میں کوئی ہرج اور روک نہیں ڈال سکتا۔‘‘ دنیا کے کام بھی ہوں گے اور خدا تعالیٰ کا خوف بھی رہے گا، خدا تعالیٰ یاد بھی رہے گا۔ فرمایا ’’اسی طرح پر باقی جو کیفیتیں ہیں وہ نرے قال کے رنگ میں نہ ہوں گی۔ ان میں حالی کیفیت پیدا ہو جائے گی اور غیب سے شہود پر پہنچ جاوے گا۔ یہ مراتب نرے سنانے ہی کو نہیں ہیں۔‘‘ یہ مرتبے جو میں نے بیان کیے ہیں یہ صرف سنانے کیلئے نہیں ہیں ’’کہ بطور قصّہ تم کو سنا دیا اور تم بھی تھوڑی دیر کیلئے سن کر خوش ہو گئے۔ نہیں یہ ایک خزانہ ہے اس کو مت چھوڑو۔ اس کو نکال لو۔ یہ تمہارے اپنے ہی گھر میں ہے اور تھوڑی سی محنت اور سعی سے اس کو پا سکتے ہو۔‘‘

(ملفوظات، جلد 9، صفحہ 151 تا 154، ایڈیشن 1984ء)

پس آج یہ ہمارا کام ہے کہ اس ماحول سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اس خزانے کو نکالنے کیلئے محنت کریں اور کوشش کریں تاکہ ہم بھی اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے والے بنیں۔

پھر آپؑ فرماتے ہیں یاد رکھو کہ دعائیں منظور نہ ہوں گی جب تک تم متقی نہ ہو اور تقویٰ اختیار نہ کرو۔ تقویٰ کی دو قسمیں ہیں۔ ایک علم کے متعلق دوسرا عمل سے متعلق۔ علم کے متعلق تو بیان کر دیا ہے کہ علومِ دین نہیں آتے اور حقائق معارف نہیں کھلتے جب تک متقی نہ ہو اور عمل کے متعلق یہ ہے کہ نماز، روزہ اور دوسری عبادات اس وقت تک ناقص رہتی ہیں جب تک متقی نہ ہو۔ اس بات کو بھی خوب یاد رکھو کہ خدا تعالیٰ کے دو حکم ہیں۔ اوّل یہ ہے کہ اسکے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو۔ نہ اسکی ذات میں، نہ صفات میں، نہ عبادات میں اور دوسری بات یہ ہے کہ نوع انسان سے ہمدردی کرو۔ (ماخوذ از ملفوظات، جلد 9، صفحہ 164، ایڈیشن 1984ء) اللہ کا حق ادا کرو۔ بندوں کا حق ادا کرو۔

پھر آپؑ فرماتے ہیں ’’خدا تعالیٰ فرماتا ہے وَمَنۡ یَّتَّقِ اللّٰہَ یَجۡعَلۡ لَّہٗ مَخۡرَجًا ۙ﴿۳﴾ وَّیَرۡزُقۡہُ مِنۡ حَیۡثُ لَا یَحۡتَسِبُ ؕ (الطلاق: 3-4) پس تقویٰ ایک ایسی چیز ہے کہ جسے یہ حاصل ہوا اسے گویا تمام جہان کی نعمتیں حاصل ہو گئیں۔‘‘

تقویٰ اختیار کرو گے تو ایسے ایسے سامان اللہ تعالیٰ پیدا فرمائے گا اور ایسی جگہوں سے رزق دے گا جہاں تمہارا گمان بھی نہیں ہوگا۔ فرمایا کہ ’’یاد رکھو متقی کبھی کسی کا محتاج نہیں ہوتا بلکہ وہ اس مقام پر ہوتا ہے کہ جو چاہتا ہے خدا تعالیٰ اس کیلئے اسکے مانگنے سے پہلے مہیا کر دیتا ہے۔‘‘ پس یہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ متقی کو دنیاوی رزق بھی دیتا ہے۔ آپؑ فرماتے ہیں ’’میں نے ایک دفعہ کشف میں اللہ تعالیٰ کو تمثّل کے طور پر دیکھا۔ میرے گلے میں ہاتھ ڈال کر فرمایا۔

جے توں میرا ہو رہیں سب جگ تیرا ہو

پس یہ وہ نسخہ ہے۔‘‘ فرمایا ’’پس یہ وہ نسخہ ہے جو تمام انبیاء و اولیاء و صلحاء کا آزمایا ہوا ہے۔‘‘ تم بھی آزماؤ۔

فرماتے ہیں ’’...... ہماری جماعت کو چاہئے کہ تقویٰ کی راہوں پر قدم ماریں اور اپنے دشمن کی ہلاکت سے بیجا خوش نہ ہوں۔ تورات میں لکھا ہے کہ بنی اسرائیل کے دشمنوں کے بارے میں‘‘ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ’’میں نے ان کو اس لئے ہلاک کیا کہ وہ بد ہیں‘‘ اس لیے ان کو ہلاک کیا ’’نہ اس لئے کہ تم نیک ہو۔‘‘ تمہاری نیکی کی وجہ سے دشمن ہلاک نہیں ہوئے بلکہ وہ اپنی بدی کی وجہ سے ہلاک ہوئے ہیں۔ ’’پس نیک بننے کی کوشش کرو۔‘‘ فرمایا ’’میرا ایک شعر ہے

ہر اِک نیکی کی جڑ یہ اتقا ہے اگر یہ جڑ رہی سب کچھ رہا ہے

پھر آپؑ فرماتے ہیں ’’...... تقویٰ ایک تریاق ہے جو اسے استعمال کرتا ہے تمام زہروں سے نجات پاتا ہے۔ مگر تقویٰ کامل ہونا چاہئے۔ تقویٰ کی کسی شاخ پر عمل پیرا ہونا ایسا ہے جیسے کسی کو بھوک لگی ہو اور وہ ایک دانہ کھالے۔ ظاہر ہے کہ اس کا کھانا اور نہ کھانا برابر ہے۔ ایسا ہی پانی کی پیاس ایک قطرہ سے نہیں بجھ سکتی۔ یہی حال تقویٰ کا ہے۔ کسی ایک شاخ پر عمل موجبِ ناز نہیں ہو سکتا۔ پس تقویٰ وہی ہے جس کی نسبت اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الَّذِیۡنَ اتَّقَوۡا (النحل: 129) خدا تعالیٰ کی معیت بتا دیتی ہے کہ یہ متقی ہے۔‘‘ (ملفوظات، جلد 9، صفحہ 260 تا 262، ایڈیشن 1984ء) یعنی اگر حقیقی تقویٰ ہے تو خدا تعالیٰ خود اپنے فضل سے بتا دیتا ہے اور اس کے فضل کا اظہار بھی ہوتا ہے۔ پس یہ تقویٰ ہے جو ہمیں حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔

پھر آپؑ فرماتے ہیں ’’گو اعادہ کلام کا ہوتا ہے‘‘ بار بار وہی باتیں آرہی ہیں ’’مگر چونکہ غفلت لگی ہوئی ہے۔ ایک طرف وعظ و نصیحت سنی جاتی ہے اور دل میں تقویٰ حاصل کرنے کیلئے جوش پیدا ہوتا ہے مگر پھر غفلت ہو جاتی ہے۔ اس لئے ہماری جماعت کو یہ بات بہت ہی یاد رکھنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کو کسی حالت میں نہ بھلایا جاوے۔ ہر وقت اسی سے مدد مانگتے رہنا چاہئے۔ اس کے بغیر انسان کچھ چیز نہیں۔

خوب یاد رکھو کہ وہ ایک دم میں فنا کر سکتا ہے۔ طرح طرح کے دکھ اور مصیبتیں موجود ہیں۔ بے خوف اور نڈر ہونے کا مقام نہیں۔ اس دنیا میں بھی جہنم ہو سکتا ہے اور بڑے بڑے مصائب آسکتے ہیں۔ خوب یاد رکھنا چاہئے۔‘‘ اب آج کل تو ایٹمی جنگوں کی باتیں ہو رہی ہیں تو وہ بھی تو ایک جہنم ہی ہے۔ اس کے علاوہ بھی جو بم ہیں وہ آگ کے گولے ہی ہیں۔ فرمایا ’’خوب یاد رکھنا چاہئے کہ کوئی کسی کی مصیبت میں کام نہیں آسکتا اور کوئی شریک ہمدردی نہیں کر سکتا جب تک خدا خود دستگیری نہ کرے اور اپنے فضل سے آپ اس مصیبت کو دُور نہ کرے۔

اسی واسطے ہر ایک کو چاہئے کہ خدا تعالیٰ کے ساتھ پوشیدہ علاقہ رکھے۔‘‘ یعنی پوشیدہ تعلق رکھے۔ ’’جو شخص جرأت کے ساتھ گناہ، فسق و فجور اور معصیت میں مبتلا ہوتا ہے وہ خطرناک حالت میں ہوتا ہے۔ خدا تعالیٰ کا عذاب اسکی تاک میں ہوتا ہے۔ اگر بار بار اللہ کریم کا رحم چاہتے ہو تو تقویٰ اختیار کرو اور وہ سب باتیں جو خدا تعالیٰ کو ناراض کرنے والی ہیں چھوڑ دو۔ جب تک خوفِ الٰہی کی حالت نہ ہو۔‘‘

یہ بڑی اہم، ضروری چیز ہے۔ فرمایا کہ ’’جب تک خوف الٰہی کی حالت نہ ہو تب تک حقیقی تقویٰ حاصل نہیں ہو سکتا۔ کوشش کرو کہ متقی بن جاؤ۔ جب وہ لوگ ہلاک ہونے لگتے ہیں جو تقویٰ اختیار نہیں کرتے تب وہ لوگ بچا لئے جاتے ہیں جو متقی ہوتے ہیں۔ ایسے وقت ان کی نافرمانی انہیں ہلاک کر دیتی ہے اور ان کا تقویٰ انہیں بچا لیتا ہے۔ انسان اپنی چالاکیوں، شرارتوں اور غداریوں کے ساتھ اگر بچنا چاہے تو ہرگز نہیں بچ سکتا۔ کوئی انسان بھی نہ اپنی جان کی حفاظت کر سکتا ہے نہ مال اور اولاد کی حفاظت کر سکتا ہے اور نہ ہی کوئی اَور کامیابی حاصل کر سکتا ہے جب تک کہ اللہ تعالیٰ کا فضل نہ ہو۔ خدا تعالیٰ کے ساتھ پوشیدہ طور پر ضرور تعلق رکھنا چاہئے۔‘‘ عبادتوں اور ذکر الٰہی اور اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل کر کے یہ پوشیدہ تعلق قائم ہوتا ہے۔ فرمایا کہ ’’خدا تعالیٰ کے ساتھ پوشیدہ طور پر ضرور تعلق رکھنا چاہئے اور پھر اس تعلق کو محفوظ رکھنا چاہئے۔‘‘

یعنی پھر یہ مستقل رہے۔

’’عقلمند انسان وہی ہے جو اس تعلق کو محفوظ رکھتا ہے اور جو اس تعلق کو محفوظ نہیں رکھتا وہ بے وقوف ہے جو اپنی چترائی پر نازاں ہے وہ ہلاک کیا جائے گا اور کبھی بامراد اور کامیاب نہیں ہوگا۔ دیکھو! یہ زمین و آسمان اور جو کچھ ان میں نظر آرہا ہے اتنا بڑا کارخانہ، کیا یہ خدا تعالیٰ کے پوشیدہ ہاتھ کے سوائے چل سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔

یاد رکھو جو امن کی حالت میں ڈرتا ہے وہ خوف کی حالت میں بچایا جاتا ہے اور جو خوف کی حالت میں ڈرتا ہے۔ تو وہ کوئی خوبی کی بات نہیں۔ ایسے موقعہ پر تو کافر مشرک بے دین بھی ڈرا کرتے ہیں۔ فرعون نے بھی ایسے موقعہ پر ڈر کر کہا تھا اٰمَنۡتُ اَنَّہٗ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا الَّذِیۡۤ اٰمَنَتۡ بِہٖ بَنُوۡۤا اِسۡرَآءِیۡلَ وَاَنَا مِنَ الۡمُسۡلِمِیۡنَ (یونس: 91)‘‘ یعنی میں ایمان لاتا ہوں جس پر بنی اسرائیل ایمان لائے۔ اسکے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور میں فرمانبرداری کرنے والوں میں سے ہوں۔ فرمایا ’’اس سے صرف اتنا فائدہ اسے ہوا کہ خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ تیرا بدن تو ہم بچالیں گے مگر تیری جان کو اب نہیں بچائیں گے۔ آخر خدا تعالیٰ نے اسکے بدن کو ایک کنارے پر لگا دیا۔ ایک چھوٹے سے قد کا وہ آدمی تھا۔ غرض جب گناہ اور معصیت کی طرف انسان ترقی کرتا ہے تو پھر لَا یَسۡتَاۡخِرُوۡنَ سَاعَۃً وَّلَا یَسۡتَقۡدِمُوۡنَ (الاعراف: 35) والا معاملہ ہوتا ہے۔‘‘ یعنی نہ اس سے ایک گھڑی پیچھے رہ سکتے ہیں نہ آگے بڑھ سکتے ہیں۔ پس ’’جب اجل کی بلا آجاتی ہے تو پھر آگے پیچھے نہیں ہوا کرتی۔ انسان کو چاہئے کہ پہلے ہی سے خدا

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

یارب ہے تیرا احساں میں تیرے در پہ قرباں ✿ تو نے دیا ہے ایماں، تو ہر زماں نگہباں

تیرا کرم ہے ہر آں تو ہے رحیم و رحماں ✿ یہ روز کر مبارک سُبۡحَانَ مَنۡ یَّرَانِیۡ

طالبِ دُعا: زبیر احمد اینڈ فیملی، جماعت احمدیہ دارجلنگ (صوبہ مغربی بنگال)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

یارو جو مرد آنے کو تھا وہ تو آچکا ✿ یہ راز تم کو شمس و قمر بھی بتا چکا

تھوڑے نہیں نشاں جو دکھائے گئے تمہیں ✿ کیا پاک راز تھے جو بتائے گئے تمہیں

طالبِ دُعا: سیّد زمرود احمد ولد سیّد شعیب احمد اینڈ فیملی، جماعت احمدیہ بھونیشور (صوبہ اڈیشہ)

تعالیٰ کے ساتھ تعلق رکھے۔'' (ملفوظات، جلد9، صفحہ 369 تا370، ایڈیشن 1984ء)

پس خوش قسمت ہیں ہم میں سے وہ جو اس رمضان سے حقیقی فائدہ اٹھاتے ہوئے اپنے تقویٰ کے معیار کو اس مقام پر لانے کی کوشش کریں جو خدا تعالیٰ ہم سے چاہتا ہے۔

پھر اگلی آیت روزے سے متعلق ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ نے بعض بنیادی احکامات دیے ہیں۔ فرمایا کہ ان گنتی کے چند دنوں میں بھی اللہ تعالیٰ تم پر روزے فرض کرنے کے باوجود تمہیں سہولت مہیا کرتا ہے لہٰذا جو مریض اور مسافر ہیں وہ اپنے اوپر بلا وجہ کا بوجھ نہ ڈالیں اور بعد میں صحت یاب ہونے کے بعد یا سفر ختم ہونے کے بعد روزے مکمل کرلیں۔ پس فرمایا فرض پورا ضرور کرنا ہے لیکن غیر ضروری بوجھ بھی نہیں ڈالنا۔ فطری اور ہنگامی مجبوریوں کا خیال بھی اللہ تعالیٰ نے رکھا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے انسان کے تقویٰ کی قدر کرتے ہوئے کہ اس نے خدا تعالیٰ کی خاطر جائز چیزوں سے اپنے آپ کو روکا انسان کی مجبوریوں میں اسے سہولت بھی مہیا فرمادی۔ پس جو لوگ کہتے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے بہت بوجھ ہم پر ڈال دیا ہے بعض احکام ایسے ہیں جن کا انجام دینا بہت مشکل ہے۔ کوئی بھی اللہ تعالیٰ کا حکم ایسا نہیں جو مشکل ہو۔ سہولتیں ہر ایک کے ساتھ ہیں۔ یا مذہب ہم پر بوجھ ڈالتا ہے یا لا مذہب جو ہیں یا مذہب کے مخالفین جو ہیں مذہب کے ماننے والوں میں فتنہ پیدا کرنے کیلئے کہتے ہیں کہ کیا مذہب کی پابندیوں میں جکڑے ہوئے ہو یہ تو تمہارے انسانی حقوق چھین رہا ہے۔ اس آیت میں بھی ان لوگوں کا جواب ہے کہ روزے فرض ہیں۔ روزہ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے والا بناتا ہے لیکن اس کے باوجود فطری تقاضوں اور ضرورتوں کا خدا تعالیٰ خیال رکھتا ہے اور تمہیں سہولت مہیا کرتا ہے۔

سال کے دوران کسی وقت بھی اپنے روزے مکمل کرلو اور صاحبِ حیثیت اپنے چھوٹے ہوئے روزوں کا کچھ فدیہ بھی دے دیں۔ ہر ایک پہ فرض نہیں، جو صاحب حیثیت ہیں وہ دے دیں۔ اس سے دوہرا ثواب ہے۔ یہ زائد نیکی ہے جو تم کرو گے۔ تو اللہ تعالیٰ تو اس طرح نوازنے کے سامان کرتا ہے اور پھر دودھ پلانے والی مائیں ہیں یا مستقل بیمار ہیں ان کو حسب توفیق فدیہ کا ارشاد فرمادیا اور کیونکہ اللہ تعالیٰ عالم الغیب ہے، نیتوں کو جانتا ہے اس لیے فرمایا کہ تمہارا فدیہ روزوں کے متبادل ہے۔ اگر تم نیک نیتی سے یہ دے رہے ہو۔ فدیہ سے غریبوں کی مدد ہوتی ہے۔ گویا یہاں پھر حقوق العباد کو بھی عبادت کے ثواب کا درجہ دے دیا۔ اب فدیہ سے فائدہ کون اٹھا رہا ہے؟ غریب لوگ۔ لیکن ثواب اس کا عبادت کے برابر ہوگیا۔ یہ ہے اسلام کا خدا جو سوائے رحم کے اَور کچھ نہیں۔ پھر بھی انسان اس کا رحم حاصل کرنے والا نہ بنے تو اس کی بدقسمتی ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام مضمون کو مزید کھولتے ہوئے فرماتے ہیں: ''ایک دفعہ میرے دل میں آیا کہ فدیہ کس لئے مقرر کیا گیا ہے تو معلوم ہوا کہ توفیق کے واسطے ہے تا کہ روزہ کی توفیق اس سے حاصل ہو۔ خدا تعالیٰ ہی کی ذات ہے جو توفیق عطا کرتی ہے اور ہر شئے خدا تعالیٰ ہی سے طلب کرنی چاہئے۔ خدا تعالیٰ تو قادرِ مطلق ہے وہ اگر چاہے تو ایک مدقوق کو بھی روزہ کی طاقت عطا کرسکتا ہے۔ تو فدیہ سے یہی مقصود ہے کہ وہ طاقت حاصل ہوجائے اور یہ خدا تعالیٰ کے فضل سے ہوتا ہے۔ پس میرے نزدیک خوب ہے کہ (انسان) دعا کرے کہ الٰہی یہ تیرا ایک مبارک مہینہ ہے۔ میں اس سے محروم رہا جاتا ہوں اور کیا معلوم کہ آئندہ سال زندہ رہوں یا نہ یا ان فوت شدہ روزوں کو ادا کرسکوں یا نہ۔ اور اس سے توفیق طلب کرے تو مجھے یقین ہے کہ ایسے دل کو خدا تعالیٰ طاقت بخش دے گا۔'' (ملفوظات، جلد4، صفحہ 258-259، ایڈیشن 1984ء)

پس روزوں کے رکھنے کی کوشش کرنی چاہئے اور فدیہ بھی اس نیت سے کہ اللہ تعالیٰ اسے قبول کرے اور روزوں کی بھی توفیق بخشے لیکن بہرحال جہاں اللہ تعالیٰ نے رخصت دی ہے اس پر عمل کرنا بھی ضروری ہے۔ یہی تقویٰ ہے۔

اصل تقویٰ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ کے حکم کی اطاعت کی جائے چنانچہ اس مضمون کو بیان کرتے ہوئے آپؑ ایک جگہ فرماتے ہیں: ''اصل بات یہ ہے کہ قرآن شریف کی رخصتوں پر عمل کرنا بھی تقویٰ ہے۔ خدا تعالیٰ نے مسافر اور بیمار کو دوسرے وقت رکھنے کی اجازت اور رخصت دی ہے اس لئے اس حکم پر بھی تو عمل رکھنا چاہئے۔ مَیں نے پڑھا ہے کہ اکثر اکابر اس طرف گئے ہیں کہ اگر کوئی حالت سفر یا بیماری میں روزہ رکھتا ہے تو یہ معصیت ہے۔'' گناہ ہے'' کیونکہ غرض تو اللہ تعالیٰ کی رضا ہے نہ اپنی مرضی اور اللہ تعالیٰ کی رضا فرمانبرداری میں ہے۔ جو حکم وہ دے اس کی اطاعت کی جاوے اور اپنی طرف سے اس پر حاشیہ نہ چڑھایا جاوے۔'' اپنی خودساختہ تشریحیں نہ کی جائیں۔ جیسے آج کل کے علماء اپنے علم کے زعم میں کرتے رہتے ہیں۔ اور اب سوشل میڈیا پر تو جو پلیٹ فارم ان کو مل گیا ہے اس میں تو فقہ کے حوالے سے عجیب وغریب مضحکہ خیز باتیں اور فتوے ان لوگوں نے جاری کرنے شروع کردیے ہیں۔ بہرحال آپ علیہ السلام فرماتے ہیں ''اس نے تو یہی حکم دیا ہے مَنۡ کَانَ مِنۡکُمۡ مَّرِیۡضًا اَوۡ عَلٰی سَفَرٍ فَعِدَّۃٌ مِّنۡ اَیَّامٍ اُخَرَ (البقرہ:185)'' پس جو بھی تم میں سے مریض ہو یا سفر پر ہو تو وہ اتنے روزے دوسرے دنوں میں پورے کرے۔ ''اس میں کوئی قید اَور نہیں لگائی کہ ایسا سفر ہو یا ایسی بیماری ہو۔''

(ملفوظات، جلد9، صفحہ 72-73، ایڈیشن 1984ء)

پھر آپؑ فرماتے ہیں کہ ''جو شخص مریض اور مسافر ہونے کی حالت میں ماہ رمضان میں روزہ رکھتا ہے وہ خدا تعالیٰ کے صریح حکم کی نافرمانی کرتا ہے۔ خدا تعالیٰ نے صاف فرمادیا ہے کہ مریض اور مسافر روزہ نہ رکھے۔ مرض سے صحت پانے اور سفر کے ختم ہونے کے بعد روزے رکھے۔ خدا تعالیٰ کے اس حکم پر عمل کرنا چاہئے کیونکہ نجات'' اسکے ''فضل سے ہے نہ کہ اپنے اعمال کا زور دکھا کر کوئی نجات حاصل کرسکتا ہے...... مریض اور مسافر اگر روزہ رکھیں گے تو ان پر حکم عدولی کا فتویٰ لازم آئے گا۔'' (ملفوظات، جلد9، صفحہ 431، ایڈیشن 1984ء)

ایک شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے رمضان کے مہینے میں سفر کی حالت میں روزہ اور نماز کے بارے میں سوال کیا۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رمضان میں سفر کی حالت میں روزہ نہ رکھو۔ اس پر اس شخص نے کہا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مَیں روزہ رکھنے کی طاقت رکھتا ہوں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فرمایا کہ تُو زیادہ طاقتور ہے یا اللہ؟ فرمایا:

یقیناً اللہ تعالیٰ نے میری اُمّت کے مریضوں اور مسافروں کیلئے رمضان میں سفر کی حالت میں روزہ نہ رکھنے کو بطور صدقہ ایک رعایت قرار دیا ہے۔ کیا تم میں سے کسی کو یہ پسند ہے کہ وہ تم سے کسی کو کوئی چیز تحفہ دے پھر وہ اس چیز کو تحفہ دینے والے کو واپس لوٹا دے۔

(کنز العمال، جزء8، صفحہ 611، حدیث 24384، مطبوعہ مؤسسۃ الرسالۃ بیروت 1985ء)

پس تقویٰ یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حکموں پر عمل کرو۔ جس نیکی کو بھی وہ کہے اس وقت کرو اور جس وقت کہے وہ اس وقت کرو اور جسے کہے چھوڑ دو تو چھوڑ دو۔

اللہ تعالیٰ ہمیں رمضان اللہ تعالیٰ کی رضا پر چلتے ہوئے تقویٰ سے گزارنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ہمیں اپنے تقویٰ کے معیار اونچے کرنے کی توفیق دے۔ نہ ہی روزوں سے بچنے کے بہانے ہم تلاش کرنے والے ہوں اور نہ بلا وجہ سختی اپنے اوپر وارد کرنے والے ہوں اور ہمیشہ اسلام کی خوبصورت تعلیم پر عمل کرنے والے ہوں اور اس رمضان میں ہم اللہ تعالیٰ کی بے شمار برکات حاصل کرنے والے ہوں۔ ہر دن ہمارے لیے برکتوں اور رحمتوں کے سامان لے کر آئے۔ رمضان سے ہم حقیقی فیضیاب ہونے والے ہوں۔ یہ رمضان ہمیں اللہ تعالیٰ کے قریب تر کرنے والا ہو۔ مقبول دعاؤں کی ہمیں توفیق ملے۔ تمام دنیا کے احمدی جماعتی ترقیات اور تمام مشکلات دُور ہونے کیلئے بھی دعا کریں۔ حکومتوں اور ہر شریر کے شر سے اللہ تعالیٰ ہمیں بچائے رکھے۔

اسیران کی رہائی کیلئے بھی دعا کریں۔ بعض ان میں سے بڑی مشکل میں گرفتار ہیں اور یہ دعا کریں کہ ہم اللہ تعالیٰ کا دامن ایسا پکڑیں کہ کبھی ہماری کسی لغزش کی وجہ سے یہ دامن نہ چھوٹے اور اللہ تعالیٰ کے فضلوں کی بارش ہمیشہ ہم پر برستی رہے۔

مسلمان دنیا کیلئے بھی دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ انہیں عقل اور سمجھ دے اور وہ آنے والے مسیح موعودؑ اور مہدی معہودؑ کو ماننے والے ہوں۔

جنگوں کے بداثرات سے بچنے کیلئے بھی دعا کریں۔ مسلمان ممالک میں اقتدار کی خاطر جو جنگیں لڑی جا رہی ہیں اور اسکے نتیجہ میں جو معصوم عوام ظلم کی چکی میں پس رہے ہیں اللہ تعالیٰ ان پر بھی رحم کرتے ہوئے ان ظالموں سے نجات دے۔

دنیا کے عمومی حالات کیلئے بھی دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ جنگ اور اس کے خطرناک نتائج سے بچائے۔ جنگ کی صورت میں ظاہر ہے کہ احمدی بھی اس سے متاثر ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ انہیں اس سے محفوظ رکھے۔ اس سے بچنے کیلئے بھی ہر احمدی کو اپنے تقویٰ کا معیار اونچا کرنا ہوگا یہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کی بھی ہر ایک کو توفیق دے۔

یہاں یوکے میں بھی لگتا ہے مسلمانوں کے گرد دائرہ تنگ کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ ایک قانون شدت پسندی کو ختم کرنے کیلئے لایا گیا ہے لیکن عمومی تجزیہ کاروں کا خیال یہ ہے کہ یہ مسلمانوں کو ٹارگٹ کرنے کیلئے ہے۔ بہرحال اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ اس کے پیچھے کیا ہے، کیا ارادے ان لوگوں کے ہیں لیکن دعا کرنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اور یہاں کے باقی مسلمانوں کو بھی اس کے شر سے محفوظ رکھے۔

......☆......☆......☆......

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

''خدا اس شخص سے پیار کرتا ہے
جو اس کی کتاب قرآن شریف کو اپنا دستور العمل قرار دیتا ہے۔''
(چشمہ معرفت، روحانی خزائن، جلد32، صفحہ 340)

طالب دعا: میر موسیٰ حسین ولد مکرم جے میر عطاء الرحمن صاحب امیر جماعت احمدیہ شموگہ (کرناٹک)

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

''قرآن اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سچی محبت رکھنا اور
سچی تابعداری اختیار کرنا انسان کو صاحبِ کرامات بنا دیتا ہے۔''
(ضمیمہ انجام آتھم، روحانی خزائن، جلد 11، صفحہ 345)

طالب دعا: سید جہانگیر علی صاحب مرحوم اینڈ فیملی (جماعت احمدیہ احمدیہ فلک نما، حیدرآباد، صوبہ تلنگانہ)

سیرت خاتم النّبیین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

(از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم. اے. رضی اللہ عنہ)

پردے کے احکام کا نزول

نکاح کے دوسرے یا تیسرے دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مکان میں صحابہ کی دعوت ولیمہ فرمائی اور چونکہ اس نکاح میں خاص طور پر اعلان مقصود تھا اس لئے آپ نے اپنی ساری بیویوں میں حضرت زینب کا ولیمہ زیادہ بڑے پیمانے پر کیا۔ اس وقت تک چونکہ پردے کے احکام نازل نہیں ہوئے تھے صحابہ بے تکلف آپ کے گھر کے اندر ہی آگئے اور ان میں بعض لوگ کھانے سے فارغ ہوکر بھی ادھر ادھر کی باتوں میں مشغول ہوکر وہیں بیٹھے رہے جس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف ہوئی۔ مگر چونکہ آپ کی طبیعت میں حیا کا مادہ بہت تھا آپ شرم کی وجہ سے کچھ کہہ نہیں سکتے تھے اور ان صحابہ کو باتوں کی مصروفیت میں خود خیال نہ رہا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ بہت دیر ہوگئی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بہت سا قیمتی وقت ضائع ہوگیا۔ آخر آپ خود اٹھ کھڑے ہوئے اور آپ کو اٹھتے دیکھ کر اکثر صحابہ بھی ساتھ ہی اٹھ کھڑے ہوئے اور آپ سے رخصت ہوکر مکان سے نکل گئے لیکن تین شخص پھر بھی بیٹھے ہوئے باتیں کرتے رہے۔ یہ دیکھ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہ کے حجرے کی طرف تشریف لے گئے لیکن جب تھوڑی دیر کے بعد آپ واپس تشریف لائے تو ابھی تک یہ لوگ وہیں بیٹھے تھے اسی طرح آپ کو دو تین دفعہ آنا جانا پڑا اور آخر کار جب یہ لوگ آپ کے مکان سے چلے گئے تو آپ واپس تشریف لے آئے۔ بعض اوقات الٰہی احکام کے نزول کیلئے بھی محرکات پیدا ہوجاتے ہیں یعنی حکم نے تو بہر حال نازل ہونا ہوتا ہے مگر کوئی واقعہ اس کا وقتی محرک بن جاتا ہے۔ چنانچہ یہی واقعہ پردے کے ابتدائی احکامات کے نزول کا تحریکی سبب بن گیا اور پردے کے متعلق وہ ابتدائی آیات نازل ہوئیں جن سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات پر پردے کی پابندی عائد کی گئی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے گھروں میں غیر محرم لوگوں کی آزادانہ آمدورفت رک گئی۔ اسکے بعد آہستہ آہستہ پردے کے متعلق مزید احکامات نازل ہوتے رہے حتّٰی کہ بالآخر اس نے وہ صورت اختیار کرلی جو اس وقت قرآن شریف وحدیث میں موجود ہے اور جس کی رو سے مسلمان عورت کی جائز اور ضروری آزادی کو برقرار رکھتے ہوئے عورت کو غیر محرم مردوں کے سامنے اپنے بدن اور لباس کی زینت کے برملا اظہار سے منع فرمایا گیا ہے۔ نیز غیر محرم مرد و عورت کا ایک دوسرے کے ساتھ خلوت میں اکیلے ملاقات کرنا ناجائز قرار دے دیا گیا ہے اور اگر ٹھنڈے دل سے غور کیا جائے تو یہ وہ قیود ہیں جو ایک طرف تو عورت کی صحت اور اسکی علمی ترقی اور قومی اور ملکی کاموں میں اسکے حصہ لینے اور دوسرے معاملات میں اسکی جائز آزادی میں کوئی روک نہیں بنتیں اور دوسری طرف غیر محرم مرد وعورت کے بالکل آزادانہ اور بے حجابانہ میل جول سے جو خلاف اخلاق اور مضرت رساں نتائج پیدا ہوسکتے ہیں اور جو بے پردملکوں میں عموماً پیدا ہوتے رہتے ہیں ان کا ان قیود سے سدّ باب ہوجاتا ہے۔

اس جگہ یہ ذکر بھی ضروری ہے کہ موجودہ زمانہ میں جو صورت پردے کی مسلمانوں میں رائج ہے وہ بالعموم صحیح اسلامی احکام کے مطابق نہیں ہے کیونکہ اگر کہیں ناواجب سختی سے کام لے کر بیچاری عورت کو اس کے گھر کی چار دیواری میں قریباً قریباً ایک قیدی کی طرح بند رکھا جاتا ہے جس سے اس کی صحت اور تعلیم و تربیت اور اسکا تمدن وغیرہ تباہ ہورہے ہیں تو کہیں مغرب کی کورانہ تقلید میں اسے ناواجب آزادی دے دی گئی ہے جس سے سوسائٹی کے اخلاق وعادات پر ضرر رساں اثر پڑ رہا ہے اور یہ ہر دو رستے افراط وتفریط کے رستے ہیں جن کی اسلام اجازت نہیں دیتا۔ اسلامی تعلیم کی رو سے عورت اپنی زینت کے برملا اظہار سے رکتے ہوئے تمام قسم کی جائز تفریحات اور جائز کاموں میں حصہ لے سکتی ہے مگر اسے بالکل کھلے منہ پھرنے اور غیر محرم مردوں کے ساتھ خلوت میں اکیلے ملاقات کرنے کی اجازت نہیں ہے کیونکہ یہ طریق اپنے اندر فتنے کے احتمالات رکھتا ہے جسکا سدباب ضروری ہے۔ یورپ کے بعض ممالک میں بھی جہاں پردے کی حدود کو بالکل توڑ دیا گیا ہے اعلیٰ طبقہ کے شرفاء کے گھروں میں اس قدر احتیاط ضرور برتی جاتی ہے کہ عام طور پر جوان لڑکیاں بغیر کسی محرم مرد یا معمر رفیق عورت کے بالکل آزادانہ طور پر ادھر ادھر نہیں آتی جاتیں اور نہ غیر محرم مردوں کے ساتھ خلوت میں آزادانہ ملاقات کرتی ہیں۔ اور جو لڑکیاں اس معاملہ میں زیادہ آزادی دکھاتی ہیں انہیں عموماً شریف سوسائٹی میں اچھی نظر سے نہیں دیکھا جاتا۔ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ عورتوں کی بالکل غیر مقید اور بے حجابانہ آزادی کو یورپ جیسی بے حجاب سرزمین میں بھی اچھا نہیں سمجھا جاتا اور یہی وہ اصول ہے جسے اسلام نے زیادہ جامعیت اور زیادہ خوبی کے ساتھ اختیار کر کے اور اسکے ساتھ زینت کے چھپانے کے اصول کو شامل کر کے پردے کے احکام جاری کئے ہیں اور اس معاملہ میں افراط وتفریط کے رستوں سے بچ کر ایک میانہ روی کا طریق قائم کردیا ہے۔

دراصل اگر غور کیا جاوے تو پردہ پر سارا اعتراض اس عملی طریق کی وجہ سے ہے جو آج کل اسلامی ممالک اور خصوصاً ہندوستان کے مسلمانوں میں رائج ہے اور جو زیادہ تر اسلامی سلطنتوں کی کمزوری کے زمانہ میں سیاسی حالات کے ماتحت مجبوراً مسلمانوں کو اختیار کرنا پڑا تھا۔ مگر بعد میں ایک رسم کے طور پر ایک مستقل اور زیادہ سخت صورت اختیار کر گیا۔ ورنہ اس معاملہ میں اصل اسلامی حکم جو قرآن وحدیث سے پتہ لگتا ہے اور ابتدائی مسلمانوں کا اصل تعامل جو تاریخ وحدیث سے ثابت ہوتا ہے وہ ہرگز ایسا نہیں کہ اس پر کوئی معقول اعتراض ہوسکے بلکہ ہر شخص جو ٹھنڈے طور پر غور کرنے کا عادی ہے اسکی خوبی کا قائل ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ اسلامی پردہ کا لب لباب صرف یہ ہے کہ اول غیر محرم مرد وعورت ایک دوسرے کے سامنے اپنی نظروں کو نیچا رکھیں اور عورت اپنے چہرہ اور بدن اور لباس کی زینت کو کسی غیر محرم مرد پر نظر یا لمس وغیرہ کے ذریعہ ظاہر نہ کرے۔ دوم یہ کہ غیر محرم مرد وعورت کسی ایسی جگہ میں جو دوسروں کی نظر سے اوجھل ہو خلوت میں اکیلے ملاقات نہ کریں۔ ان دو حد بندیوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے جن میں سراسر سوسائٹی کی بہبودی اور اخلاق کی حفاظت مدّنظر ہے ایک مسلمان عورت پردہ کے معاملہ میں ہر طرح آزاد ہے۔ وہ درس گاہوں میں تعلیم حاصل کرسکتی اور تعلیم دے سکتی ہے۔ وہ ورزش اور سیر وتفریح کیلئے گھر سے باہر نکل سکتی ہے۔ وہ خرید وفروخت کرسکتی ہے۔ وہ پبلک جلسوں وغیرہ میں شریک ہوسکتی ہے۔ وہ غیر محرم مردوں سے ملاقات کرسکتی ہے اور ان کی بات سن سکتی ہے اور ان کو اپنی بات سنا سکتی ہے۔ وہ محنت ومزدوری کرسکتی ہے۔ وہ دفاتر اور محکموں اور شفاخانوں اور کارخانوں میں کام کرسکتی ہے۔ وہ قومی اور ملکی کاموں میں حصہ لے سکتی ہے۔ وہ جنگوں میں مناسب خدمت سرانجام دینے کیلئے شریک ہوسکتی ہے۔ غرض اسلامی پردہ عورت کی تعلیم وتربیت، اسکی نشوونما، اسکے ضروری مشاغل، اس کی جائز تفریحات میں ہرگز کوئی روک نہیں ہے۔ اور تاریخ سے ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کے زمانہ میں مسلمان عورتیں تمام ان جائز کاموں میں حصہ لیتی تھیں جو اس زمانہ میں پیش آتے تھے۔ وہ تعلیم حاصل کرتی اور تعلیم دیتی تھیں۔ وہ نمازوں میں مسلمان مردوں کے ساتھ شامل ہوتی تھیں۔ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تقریریں اور خطبات سنتی تھیں۔ وہ قومی کاموں میں مشورہ دیتی تھیں۔ وہ حج میں مردوں کے پہلو بہ پہلو مراسم حج ادا کرتی تھیں۔ وہ سفروں میں مردوں کے ساتھ جاتی تھیں۔ وہ غیر محرم مردوں کے ساتھ ضرورت پیش آنے پر ملاقات کرتی اور ان کی بات سنتیں اور اپنی بات سناتی تھیں۔ وہ سواری کرتی تھیں۔ وہ تفریحی تماشے دیکھتی تھیں۔ وہ جنگوں میں شریک ہوتی اور زخموں کی تیمارداری اور نرسنگ کی خدمت سرانجام دیتی تھیں اور ضرورت پڑتی تو میدان جنگ میں تلوار بھی چلا لیتی تھیں۔ پس پردہ پر جتنے بھی اعتراض ہوتے ہیں وہ درحقیقت اصل اسلامی پردہ پر نہیں ہیں بلکہ موجودہ زمانہ کے بگڑے ہوئے پردہ پر ہیں جس نے عورت کو گھر کی چار دیواری میں قریباً ایک حیوان کی طرح قید کر رکھا ہے۔ مگر اس نقص کے دور کرنے کے یہ معنے نہیں ہیں کہ ایک انتہا سے ہٹ کر دوسری انتہا کو اختیار کرلیا جاوے کیونکہ یہ دونوں ضلالت وہلاکت کی راہیں ہیں اور سلامت روی کا وہی رستہ ہے جسے اسلام نے پیش کیا ہے اور جو انسانی فطرت کی سچی آواز ہے۔

علاوہ ازیں یہ بات بھی یاد رکھنی چاہئے کہ عورت کے کام کی اصل جگہ گھر ہے جہاں اس کے ہاتھوں میں قوم کے نونہال پلتے ہیں جن پر آئندہ چل کر قومی اور ملکی کاموں کا بوجھ پڑنا ہوتا ہے اور یہ ایک ایسا نازک اور وسیع اور عظیم الشان کام ہے کہ اگر عورت صرف اسی کام کو خیر وخوبی کے ساتھ سرانجام دے اور اس کیلئے اپنے آپ کو اہل بنائے تو اس کی توجہ کی مصروفیت کیلئے یہی کافی ہے اور اسی سے وہ ملک وقوم کی بہترین محسنہ بن سکتی ہے اور ظاہر ہے کہ اس کام کیلئے اسلامی پردہ ممد ہے نہ کہ خلاف۔

حضرت زینب کی شادی کے بقیہ حالات

حضرت زینب بنت جحش کی عمر شادی کیوقت پینتیس سال کی تھی اور عرب کے حالات کے لحاظ سے یہ عمر ایسی تھی جسے گویا ادھیڑ کہنا چاہئے۔ حضرت زینب ایک نہایت متقی اور پرہیزگار اور مخیر خاتون تھیں۔ چنانچہ باوجود اسکے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام بیویوں میں صرف زینب ہی وہ بیوی تھیں جو حضرت عائشہ کے ساتھ مقابلہ کرتی اور ان کی ہمسری کا دم بھرتی تھیں۔ حضرت عائشہؓ ان کے ذاتی تقویٰ وطہارت کی بہت مداح تھیں اور اکثر کہا کرتی تھیں کہ ”میں نے زینب سے زیادہ نیک عورت نہیں دیکھی۔ وہ بہت متقی، بہت راست گو، بہت صلہ رحمی کرنے والی، بہت صدقہ وخیرات کرنے والی اور نیکی اور تقرب الٰہی کے اعمال میں نہایت سرگرم تھیں۔ بس اتنی بات تھی کہ ان کی طبیعت ذرا تیز تھی مگر تیزی کے بعد وہ جلد ہی خود نادم ہوجایا کرتی تھیں۔“ صدقہ وخیرات میں تو ان کا یہ مرتبہ تھا کہ حضرت عائشہ روایت کرتی ہیں کہ ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے فرمایا اَسْرَعُکُنَّ لِحَاقًا بِیْ اَطْوَلُکُنَّ یَدًا یعنی ”تم میں سے جو سب سے زیادہ لمبے ہاتھوں والی ہے وہ میری وفات کے بعد سب سے پہلے فوت ہوکر میرے پاس پہنچے گی۔“ حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ ہم نے اس سے ظاہری ہاتھ سمجھے اور آپس میں اپنے ہاتھ ناپا کرتی تھیں لیکن جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب سے پہلے زینب بنت جحش کا انتقال ہوا تو تب جا کر ہم پر یہ راز کھلا کہ ہاتھ سے مراد صدقہ وخیرات کا ہاتھ تھا نہ کہ ظاہری ہاتھ۔

جیسا کہ اندیشہ کیا جاتا تھا حضرت زینب کی شادی پر منافقین مدینہ کی طرف سے بہت اعتراضات ہوئے اور انہوں نے برملا طور پر طعن کئے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بیٹے کی مطلقہ سے شادی کر کے گویا اپنی بہو کو اپنے اوپر حلال کرلیا ہے لیکن جبکہ اس شادی کی غرض ہی عرب کی اس جاہلانہ رسم کو مٹانا تھی تو ان مطاعن کا سننا بھی ناگزیر تھا۔ (باقی آئندہ)

(سیرت خاتم النّبیین، صفحہ 547 تا 550، مطبوعہ قادیان 2011)

......☆......☆......☆......

سیرت المہدی

(از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم.اے. رضی اللہ عنہ)

(1395) **بسم اللہ الرحمن الرحیم** ۔فضل بیگم صاحبہ اہلیہ مرزا محمود بیگ صاحب پٹی نے بواسطہ لجنہ اماء اللہ قادیان بذریعہ تحریر بیان کیا کہ جب میری لڑکی صادقہ پیدا ہوئی جواب چوہدری فتح محمد صاحب سیال کی بیوی ہے تو میں میاں احمد نور کے مکان میں تھی۔حضورؑ مولوی عبدالکریم صاحب کی بیوی کو روز بھیج دیتے کہ ’’جا کر کھانا وغیرہ پکا کردو‘‘ جب ذرا دیر ہو جاتی تو آپؑ فوراً بلا کر بھیج دیتے اور کہتے ’’مولویانی! تم گئی کیوں نہیں؟ جلدی جاؤ‘‘

(1396) **بسم اللہ الرحمن الرحیم** ۔اہلیہ محترمہ قاضی عبدالرحیم صاحب بھٹی قادیان نے بواسطہ لجنہ اماء اللہ قادیان بذریعہ تحریر بیان کیا کہ ’’ایک دفعہ ایسا اتفاق ہوا کہ دونوں وقت دال پک کر آئی ۔حضورؑ کو علم ہوا تو آپ نے فرمایا ’’میں نہیں چاہتا کہ میرے مہمانوں کو دونوں وقت دال دی جائے۔میں تو بدل بدل کر کھانا کھلاؤں گا۔یہ میرے مہمان ہیں۔‘‘

(1397) **بسم اللہ الرحمن الرحیم** ۔میاں خیر الدین صاحب سیکھوانی نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ ’’ایک دفعہ جبکہ مولوی کرم دین ساکن بھیں ضلع جہلم کے ساتھ مقدمات چل رہے تھے،سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام بھی کئی کئی روز تک گورداسپور میں رہا کرتے تھے ۔ کچھ مدت اندرون شہر مولوی علی محمد صاحب جو محکمہ نہر میں ایک معزز عہدہ دار تھے ان کے مکان میں رہائش کا موقعہ ملا اور ان کے بھائی نبی بخش صاحب جو ان دنوں غالباً پنشنر تھے ان کے ہاں لڑکی تھی۔مولوی محمد علی صاحب (حال امیر پیغام بلڈنگ لاہور) کیلئے اس کے رشتہ کی تحریک ہوئی جس کو حضور علیہ السلام نے منظور فرمالیا اور اس لڑکی کے والد صاحب نے بھی منظور کرلیا لیکن نکاح کرنے میں وہ غالباً ایک سال کی التوا چاہتے تھے۔ اس طرف مولوی محمد علی صاحب کیلئے اور رشتہ بھی تیار تھا لیکن حضور علیہ السلام اس رشتہ کی منظوری دے چکے تھے اس لئے کسی کو یہ طاقت نہ تھی کہ کسی اور رشتہ کیلئے منظوری دے سکے۔ اس لئے ایک روز مولوی عبدالکریم صاحبؓ نے مسجد مبارک میں بڑے زور کے ساتھ تجویز کی کہ آج ظہر کے وقت حضرت صاحبؑ کے سامنے زور سے عرض کی جائے کہ اور کئی رشتے آرہے ہیں اور کہ گورداسپور والا رشتہ ہوتا نظر نہیں آتا کیونکہ لڑکی والے ایک سال تک التوا چاہتے ہیں۔ اس لئے حضورؑ ایک دفعہ ان سے دریافت کرلیں اگر وہ نکاح کر دیں تو بہتر ورنہ کسی دوسری جگہ نکاح ہوجائے۔جب حضور علیہ السلام نماز کیلئے مسجد میں تشریف لائے تو سوال کر دیا گیا اور زور دار الفاظ میں سوال کیا گیا۔حضور علیہ السلام نے بھی درخواست منظور فرما کر خط بنام منشی نبی بخش صاحب تحریر فرما کر منشی عبدالعزیز صاحب اوجلوی (پٹواری سیکھواں) کے حوالہ میری معیّت میں کر دیا اور فرمایا کہ ’’جس وقت گورداسپور پہنچو فوراً ان کے مکان پر جا کر ان سے دو حرفی جواب لو کہ یا وہ نکاح کر دیں یا جواب دیں تا ہم کوئی اور انتظام کرلیں۔ان دنوں رات کے ایک دو بجے کے قریب ریل گاڑی گورداسپور پہنچا کرتی تھی ہم نے گاڑی سے اترتے ہی اسکا دروازہ جا کھٹکھٹایا اور سوتے سے جگایا۔خط اسکو دے دیا اور زبانی بھی حقیقت سنا دی اور جواب دو حرفی کا مطالبہ کیا اس نے نہایت سنجیدگی اور متانت کے ساتھ جواب دیا کہ حضرت صاحبؑ بادشاہ ہیں وہ مولوی صاحب کا کسی دوسری جگہ بھی نکاح کر دیں۔مَیں ایک سال تک ضرور نکاح کردوں گا۔ ہم نے کئی بار مطالبہ کیا کہ آپؑ یا نکاح کردیں یا انکار کردیں۔منشی صاحب نے ہر بار نہایت سنجیدگی اور متانت کے ساتھ یہی جواب دیا جو اوپر لکھا گیا ہے اور یہ بھی کہا کہ اگر میں نکاح کر بھی دوں تو رخصتانہ ایک سال کو ہی ہوگا۔آخر ہم اسی وقت اُس سے واپس ہوئے اور جواب آکر سنا دیا گیا۔حضورؑ خاموش رہے اور مولوی عبدالکریم صاحبؓ بھی منہ تکتے رہ گئے۔ حضور علیہ السلام نے اس وقت فرمایا کہ ’’لڑکی والوں میں ایک حد تک استغناء ہوتا ہے اسکا قدر کرنا چاہئے۔‘‘ آخر وہ نکاح ہوا اور وہ دلہن ہاں مبارک دلہن قادیان میں آباد ہوئی۔ کچھ مدت کے بعد بیمار ہو کر قادیان میں فوت ہوئی اور مقبرہ بہشتی میں مدفون ہوئی ۔ اَللّٰھُمَّ اغۡفِرۡ لَھَا وَارۡحَمۡھَا وَاَنۡتَ اَرۡحَمُ الرَّاحِمِیۡن

نوٹ: اس سے حضورؑ کی صداقت اور مقبرہ بہشتی کی عظمت کا پتہ لگتا ہے کہ خدا تعالیٰ نیک فطرتوں کو روکیں توڑ کر یہاں لاتا ہے جن کی فطرت نیک ہے آئیں گے وہ انجام کار

اسکے بعد مولوی محمد علی صاحب لاہور چلے گئے۔ اب تو مقبرہ بہشتی کو کانی آنکھ دیکھتے ہیں۔ یہ زمین کسی کو بہشتی نہیں بناتی بلکہ جو بہشتی ہوتا ہے وہ یہاں مدفون ہوتا ہے۔

(1398) **بسم اللہ الرحمن الرحیم** ۔فضل بیگم صاحبہ اہلیہ مرزا محمود بیگ صاحب پٹی نے بواسطہ لجنہ اماء اللہ قادیان بذریعہ تحریر بیان کیا کہ آپؑ بچوں سے بہت محبت کیا کرتے تھے ہر وقت اپنے پاس کوئی چیز رکھتے تھے۔میری بڑی لڑکی چار سال کی تھی اور اس کو کالی کھانسی تھی ۔وہ کہتی تھی کہ اگر حضرت صاحب مجھے کچھ دیں گے تو مجھے آرام ہوجائے گا۔حضور کچھ لکھ رہے تھے۔حضورؑ نے بکس کھولا اور دونوں ہاتھ بھر کے منقہ دیا اور ایک سفید رومال میں باندھ دیا اور فرمایا کہ سارا نہ کھا جائے۔تھوڑا تھوڑا کھائے گرم ہوتا ہے۔ وہ کھانے لگی اس کے کھاتے ہی اس کو کھانسی سے آرام ہوگیا۔ ورنہ ہم تو بہت علاج کر چکے تھے۔حضور علیہ السلام کے ہاتھ کی برکت تھی۔

(1399) **بسم اللہ الرحمن الرحیم** ۔میاں خیر الدین صاحب سیکھوانی نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ بندوبست 1890/91ء کے وقت قادیان میں ایک افسر بندوبست مرزا نظام الدین صاحب کے مکان میں رہتے تھے اور وہ حضورؑ کو بھی ملا کرتے تھے۔ نمازی تھے اور ان کا نام مولوی غلام علی صاحب تھا آخر میں وہ احمدی ہوگئے تھے۔ان کو شکار کھیلنے کا شوق تھا۔ ایک روز ان کو معلوم ہوا کہ ہندو محلہ میں کسی مکان میں بِلّا چھپا ہوا ہے۔مولوی صاحب موصوف معہ شکاری کتوں کے ہندو محلہ کی طرف چل پڑے۔اس وقت میں اور میرے بڑے بھائی صاحب میاں جمال الدین صاحب مرحوم موجود تھے۔ہم بھی ساتھ چل پڑے۔ وہاں چل کر ایک بند مکان میں شکاری کتے گھس گئے اور بِلّا مکان سے نکلا۔کتوں نے اس کا تعاقب کر کے پکڑ لیا اور بہت شور پڑا۔جبکہ بلّے کو کتے اِدھر اُدھر گھسیٹنے لگ پڑے۔حضور علیہ السلام اس نظارہ کو دیکھ نہ سکے اور فوراً وہاں سے چپکے سے واپس ہوئے اور حضورؑ کی خاموش واپسی کو دیکھ کر ہم بھی واپس آگئے (کسی کی تکلیف کو نہ دیکھ سکتے تھے)

(1400) **بسم اللہ الرحمن الرحیم** ۔فضل بیگم صاحبہ اہلیہ مرزا محمود بیگ صاحب پٹی نے بواسطہ لجنہ اماء اللہ قادیان بذریعہ تحریر بیان کیا کہ میری لڑکی آمنہ جب حضرت صاحبؑ کے پاس آتی تو حضورؑ مٹھائی دیتے۔جب نماز کا وقت ہوتا تو آمنہ کہتی کہ حضرت صاحب نماز اندر ہی پڑھیں۔اماں جان فرماتیں کہ اس کی مرضی ہے کہ اندر نماز پڑھی جائے اور مجھ کو مٹھائی جلدی ملے تو حضورؑ مٹھائی دے کر جاتے۔

(1401) **بسم اللہ الرحمن الرحیم** ۔میاں خیر الدین صاحب سیکھوانی نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ حضورؑ کے بڑے باغ میں علاوہ درخت ہائے آم کے کچھ درختان بیدانہ بھی تھے لیکن ثمر بیدانہ مارچ اپریل میں تیار ہوجاتا ہے اور آم کا ثمر جولائی اگست میں تیار ہوتا ہے لیکن تاجر لوگ مارچ اپریل میں ہی سارے باغ کا سودا کر لیتے تھے۔ایک دفعہ تجویز ہوئی کہ جو ثمر پختہ ہو وہی بیع ہونا چاہئے اس لئے سردست بیدانہ بیع ہونا چاہئے اور تاجر بھی موجود تھے۔مگر حضورؑ نے ہمیں ترجیح دی اور ہمارے چودہ روپے نقد وصول کر لئے اور فرمایا کہ ’’ان سے ہمیں کمی وبیشی قیمت کا سوال نہیں۔‘‘

(1402) **بسم اللہ الرحمن الرحیم** ۔مراد خاتون صاحبہ اہلیہ محترمہ ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب مرحوم نے بواسطہ لجنہ اماء اللہ قادیان بذریعہ تحریر بیان کیا کہ ایک دفعہ ہم آگرہ سے تین ماہ کی رخصت لے کر آئے۔ حضورؑ نے اونچا دالان رہنے کو دیا۔میرا معمول تھا کہ روزانہ نماز عصر کے بعد حضورؑ کی خدمت میں سلام کو جاتی۔حضرت اقدسؑ واُمّ المومنین صاحبہ ام ناصر والے صحن میں پلنگ پر بیٹھے تھے۔میں سلام کر کے ایک چھوٹی چارپائی پر جو سامنے پڑی تھی بیٹھ گئی۔میں اس وقت زیادہ تر سفید کپڑے ہی پہنتی تھی۔حضورؑ نے حضرت اُمّ المومنین سے دریافت کیا کہ ’’کیا یہ ہمیشہ سفید کپڑے ہی پہنتی ہیں؟‘‘ اماں جان نے مجھ سے پوچھا کہ ’’کیا تم کو رنگین کپڑے پسند نہیں ہیں؟‘‘ میں نے عرض کیا کہ ’’حضور پسند تو ہیں لیکن کپڑے رنگنے سے ہاتھ خراب ہوجاتے ہیں۔‘‘ حضورؑ نے میرے ہاتھوں کی طرف دیکھ کر فرمایا کہ ’’مراد خاتون کیا تم مہندی نہیں لگایا کرتیں؟‘‘ میں نے عرض کی کہ نہیں۔ حضورؑ نے فرمایا ’’کیوں‘‘؟ میں نے پھر کہا کہ حضورؑ! ہاتھ خراب ہوجاتے ہیں۔فرمایا کہ ’’مہندی لگانا سنت ہے۔عورتوں کو ہاتھ سفید نہیں رکھنے چاہئیں۔‘‘ اتنے میں میر ناصر نواب صاحب مرحوم جو لاہور کچھ سامان لینے گئے ہوئے تھے تشریف لائے۔اس سامان میں کچھ کپڑا اور بڑا پُڑا مہندی کا بھی تھا۔آپؑ نے حضرت اماں جان سے پوچھا کہ ’’گھر میں مہندی ہے؟‘‘ انہوں نے بتایا کہ ’’مہندی گھر میں ہے‘‘ آپؑ نے فرمایا کہ ’’یہ مہندی اور ایک قمیض کا کپڑا مراد خاتون کو دے دو اور اس کو کہہ دو کہ مہندی لگایا کرے۔‘‘ وہ کپڑا ریشمی موتیا رنگ کا تھا۔اس دن سے میں عموماً مہندی لگاتی ہوں اور رنگین کپڑا بھی پہنتی ہوں۔

(1403) **بسم اللہ الرحمن الرحیم** ۔حضرت ام ناصر صاحبہ حرم اوّل حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ وبنت ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب مرحوم نے بواسطہ لجنہ اماء اللہ قادیان بذریعہ تحریر بیان کیا کہ ’’میری شادی ہونے کے بعد جوڑ کی میں ہوئی تھی جب میں پہلی بار قادیان میں آئی تھی میری عمر 11 سال کی تھی۔جب مجھے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حضور لایا گیا تو حضورؑ نے کمال شفقت سے میرے سر پر ہاتھ پھیرا اور ایک سرخ رومال میں بندھے ہوئے کچھ پونڈ دیئے تھے۔یہ یاد نہیں کہ کتنے تھے؟ میرے ساتھ میری چھوٹی والدہ اور ایک ملازمہ بھی تھی۔چند یوم کے بعد میرے والد رضی اللہ عنہ آکر مجھے لے گئے۔پھر جب ماہ اکتوبر 1903ء میں ڈاکٹر صاحب کی تبدیلی آگرہ ہوگئی تھی۔حضورؑ نے حضرت نانا جان اور نانی اماں کو اور میر اسحق صاحب کو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے ساتھ مجھے لینے کے واسطے بھیجا تھا۔

(1404) **بسم اللہ الرحمن الرحیم** ۔اہلیہ محترمہ قاضی عبدالرحیم صاحب بھٹی قادیان نے بواسطہ لجنہ اماء اللہ قادیان بذریعہ تحریر بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اہلیہ حافظ احمد اللہ صاحب مرحوم کو فرمایا تھا کہ یہ نظم

عجب نوریست درجانِ محمد
عجب لعلیست درکانِ محمد

والی پڑھ کر سناؤ۔جب اس نے خوش الحانی سے سنائی تو اس وقت حضورؑ گاؤ تکیہ سے ٹیک لگا کر بیٹھے سنتے رہے۔

(1405) **بسم اللہ الرحمن الرحیم** ۔اہلیہ صاحبہ مولوی فضل الدین صاحب زمیندار کھاریاں نے بواسطہ لجنہ اماء اللہ قادیان بذریعہ تحریر بیان کیا کہ آپؑ کا صاحبزادہ،مبارک احمد تین سال کا تھا جب عصر کے وقت حضورؑ کو گھبراہٹ ہوتی تو پوچھتے کہ مبارک احمد کہاں ہے؟ اسے اندر لے آؤ،دادی مرحومہ مغفورہ ان کو اندر لے آیا کرتی تھیں۔

(سیرۃ المہدی،جلد2،حصہ چہارم،مطبوعہ قادیان 2008)

......☆......☆......☆......

بقیہ خطبہ عید الاضحی 2023ء از صفحہ 2

نہیں رکھی بلکہ جب مسلمانوں کو حج کے دوران یا عید پر بھی قربانی کا حکم دیا تو ساتھ یہ وضاحت بھی کر دی کہ یہ قربانیاں اس وقت قبول ہوتی ہیں جب تقویٰ کے پیش نظر کی جائیں، اللہ تعالیٰ کی رضا کو حاصل کرنے کیلئے کی جائیں۔

چنانچہ اس بات کی وضاحت اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں فرما دی جو مَیں نے تلاوت کی ہے۔ اس قربانی کا فلسفہ اور مقصد بیان فرماتے ہوئے اس آیت کی روشنی میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: ’’خدا تعالیٰ نے شریعت اسلام میں بہت سے ضروری احکام کیلئے نمونے قائم کئے ہیں چنانچہ انسان کو یہ حکم ہے کہ وہ اپنی تمام قوتوں کے ساتھ اور تمام وجود کے ساتھ خدا تعالیٰ کی راہ میں قربان ہو۔ پس ظاہری قربانیاں اسی حالت کیلئے نمونہ ٹھہرائی گئی ہیں لیکن اصل غرض یہی قربانی ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ لَنۡ یَّنَالَ اللّٰہَ لُحُوۡمُہَا وَ لَا دِمَآؤُہَا وَ لٰکِنۡ یَّنَالُہُ التَّقۡوٰی مِنۡکُمۡ (الحج:38) یعنی خدا کو تمہاری قربانیوں کا گوشت نہیں پہنچتا اور نہ خون پہنچتا ہے مگر تمہاری تقویٰ اس کو پہنچتی ہے۔ یعنی اس سے اتنا ڈرو کہ گویا اس کی راہ میں مر ہی جاؤ اور جیسے تم اپنے ہاتھ سے قربانیاں ذبح کرتے ہو اسی طرح تم بھی خدا کی راہ میں ذبح ہو جاؤ۔ جب کوئی تقویٰ اس درجہ سے کم ہے تو ابھی وہ ناقص ہے۔‘‘ (چشمہ معرفت، روحانی خزائن، جلد 23، صفحہ 99 حاشیہ)

پس یہ تقویٰ ہے اور یہ سوچ ہے جو قربانی کرنے والے کی ہونی چاہئے ورنہ ظاہری قربانی کوئی چیز نہیں۔ آج احمدیوں کو تو قربانی سے روکا جاتا ہے لیکن ان نام نہاد ملاؤں اور احمدیت کے مخالف لوگوں میں بہت سے ایسے ہیں کہ جو ناجائز کمائی کے پیسوں سے صرف دکھاوے کیلئے خرچ کرتے ہیں اور منڈیوں کے پروگرام دکھائے جاتے ہیں جہاں یہ اظہار ہو رہا ہوتا ہے کہ ہم نے اتنے لاکھ کا جانور خریدا۔ پاکستان میں تو ایک طرف مہنگائی کا رونا ہے اور دوسری طرف لاکھوں روپوں کے جانور بھی خریدے جاتے ہیں۔ قیمتیں بھی پہلے سے زیادہ بڑھ گئی ہیں۔

اگر یہی لوگ ایمانداری سے اپنی زندگیاں گزاریں، ٹیکس صحیح طرح ادا کریں تو یہ مہنگائی جس کا آج کل پاکستان میں شور پڑا ہوا ہے یہ ختم ہو جائے۔ ملک کی معیشت تباہ نہ ہو۔

بہرحال یہاں تو یہ سارے، آوے کا آوا بگڑا ہوا ہے اس لیے کچھ کہنے کا فائدہ نہیں۔ دینے والے بھی تقویٰ سے عاری ہیں اور لینے والے بھی تقویٰ سے عاری ہیں لیکن اسلام جس کی بنیاد تقویٰ پر ہے اس پر ان کی تقویٰ کے بغیر پوری اجارہ داری ہے اور کوئی احمدی اسلامی شعائر کی انجام دہی نہیں کر سکتا کیونکہ ان سے مذہب کے ٹھیکیداروں کے جذبات مجروح ہوتے ہیں۔ بہرحال یہ تو ان کے فعل ہیں لیکن اگر احمدی اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنا چاہتے ہیں تو انہیں تقویٰ پر چلتے ہوئے اپنی حالتوں کے جائزے لینے ہوں گے۔ اگر ہمارے اندر تقویٰ ہے اور اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر ہمارا ہر فعل ہے تو اللہ تعالیٰ جو دلوں کا حال جانتا ہے ہمارے جذبات کی کیفیت جانتا ہے ہماری جانوروں کی قربانیوں کے بغیر بھی ہمیں قربانیوں کا اجر دے سکتا ہے۔

اللہ تعالیٰ اگر ایک بندے کا حق ادا کرنے کی وجہ سے ایک نیک شخص کے حج کو حج پر نہ جانے کے باوجود بھی قبول کر سکتا ہے اور لاکھوں حاجیوں کا جنہوں نے حج کیا تھا حج ردّ کر سکتا ہے۔ (ماخوذ از تذکرۃ الاولیاء، صفحہ 123، مطبوعہ الفاروق بک فاؤنڈیشن لاہور 1997ء) تو اللہ تعالیٰ یہ طاقت رکھتا ہے کہ وہ ہماری قربانیوں کو بھی اگر نیک نیتی سے کرنے کی نیت تھی تو قبول فرمائے اور ہم اپنی قربانیاں کسی اور رنگ میں بھی اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کیلئے دے سکتے ہیں لیکن دعا کرتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ عید کی قربانیوں کی بھی ہمیں توفیق عطا فرمائے اور مخالفین کے منصوبوں کو خاک میں ملا دے۔ ہمارے اندر وہ تقویٰ پیدا کرے جو حقیقی تقویٰ ہے جو اللہ تعالیٰ ہم سے چاہتا ہے، جس کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں تلقین فرمائی ہے، جس کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قوتِ قدسی اور تربیت کے نتیجے میں صحابہؓ نے اپنایا اور اپنی زندگیوں کا حصہ بنایا، جن کا ہر لمحہ قربانیوں میں گزرا، جن کے نمونے ہمارے لیے اسوہ ہیں اور پھر اس زمانے میں اس کی تجدید حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعے خدا تعالیٰ نے فرمائی اور آپؑ نے بار بار ہمیں تقویٰ کی راہوں پر چلنے کی تلقین فرمائی۔

اگر ہم اس تقویٰ کے معیار کو حاصل کر لیں، اللہ تعالیٰ سے ایک خاص تعلق پیدا کر لیں تو یہ مخالفتیں دیکھتے دیکھتے ہوا میں اڑ جائیں گی۔ ان شاء اللہ۔ ہم تمام مناسک آزادی سے ادا کرنے والے ہوں گے۔

اب تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت کثرت سے دنیا میں پھیلی ہوئی ہے اور احمدی جہاں سے آسانی سے جا سکتے ہیں حج پر بھی جاتے ہیں اور دوسرے مناسک بھی آسانی سے بجا لاتے ہیں لیکن ہمیں اپنے تقویٰ کے معیار پر بھی نظر رکھنی چاہئے۔ اس بات کی وضاحت فرماتے ہوئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کو انسان کب سمجھ سکتا ہے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: ’’کوئی پاک نہیں بن سکتا جب تک خدا تعالیٰ نہ بنا دے۔ جب خدا تعالیٰ کے دروازہ پر تذلّل اور عجز سے اس کی روح گرے گی تو خدا تعالیٰ اس کی دعا قبول کرے گا اور وہ متقی بنے گا اور اس وقت وہ اس قابل ہو سکے گا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کو سمجھ سکے۔ اس کے بغیر جو کچھ وہ دین دین کر کے پکارتا ہے اور عبادت وغیرہ کرتا ہے وہ ایک رسمی بات اور خیالات ہیں کہ آبائی تقلید سے سن سنا کر بجا لاتا ہے۔‘‘ اپنے باپ دادا کو جس طرح کرتے ہوئے دیکھا اسی طرح وہ کر رہا ہے۔ ’’کوئی حقیقت اور روحانیت اس کے اندر نہیں ہوتی۔‘‘ (ملفوظات، جلد 6، صفحہ 228، ایڈیشن 1984ء)

پس یہ وہ تقویٰ کا معیار ہے جسے ہمیں حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے اور جب یہ معیار حاصل ہوتا ہے تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ پھر ہی ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کو سمجھ سکتے ہیں۔ یہ جو ہمارے مخالفین ہیں انہوں نے کیا دین سمجھنا ہے۔ ہمارے مخالفین تو تکبر اور رعونت اور طاقت کے بل بوتے پر ہمارے پر ظلم کرتے ہیں اور یہ سب ظلم اپنے زعم میں ناموسِ رسالت کیلئے کرتے ہیں جس کا ان کو معمولی سا بھی ادراک نہیں اور غیرتِ رسول کا نام دے کر کرتے ہیں۔ یہ بھی سب دکھاوا ہے۔ لیکن عملی حالتیں ان کی دیکھیں تو اسلام کی تعلیم سے ان لوگوں کا دُور کا بھی واسطہ نہیں۔ لیکن ہم نے جب زمانے کے امام کو مانا ہے تو ہمارے ہر عمل میں اس اسلامی تعلیم کا اظہار ہونا چاہئے جس کی تعلیم ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دی اور جو ادراک اللہ تعالیٰ سے ملنے کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں عطا فرمایا اور جس کی وضاحت اس زمانے میں ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشقِ صادق نے آپؐ کی تعلیم کی روشنی میں دی۔

یہ تذلّل اور عجز سے اللہ تعالیٰ کے حضور روح کا گرنا ہی تھا جس نے حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام اور حضرت ہاجرہ علیہا السلام کو مقبولیت کا وہ درجہ دیا کہ ان کی مقبول دعاؤں کے پھل ہم آج تک کھا رہے ہیں۔ وہ مقبول دعائیں ہی تھیں جن کے نتیجے میں وہ عظیم انسان آپ کی نسل میں پیدا ہوا جس کے ساتھ جڑنے اور اس کی اتباع کرنے سے خدا تعالیٰ ملتا ہے اور دعائیں قبول ہوتی ہیں۔ یہ لوگ جو ہمارے مخالف ہیں یہ تو صرف اپنے آباء کی تقلید میں مسلمان ہیں اور حقیقت میں ان کے پاس کچھ نہیں ہے لیکن اگر ہم نے حقیقت میں مسیح موعود علیہ السلام کو مانا ہے تو ہمارا کام ہے کہ تقویٰ پر چلتے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کا ادراک پیدا کریں اور پھر دیکھیں کس طرح خدا تعالیٰ ہماری دعائیں سنتا ہے اور دشمن کے منصوبے ہوا میں اڑتے ہیں۔ پھر قربانی کے فلسفے اور تقویٰ کی حقیقت بیان کرتے ہوئے ایک جگہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: ’’راستباز لوگ روح اور روحانیت کی رو سے خدائے تعالیٰ کی طرف اٹھائے جاتے ہیں نہ یہ کہ ان کا گوشت اور پوست اور ان کی ہڈیاں خدائے تعالیٰ تک پہنچ جاتی ہیں۔ خدائے تعالیٰ خود ایک آیت میں فرماتا ہے لَنۡ یَّنَالَ اللّٰہَ لُحُوۡمُہَا وَ لَا دِمَآؤُہَا وَ لٰکِنۡ یَّنَالُہُ التَّقۡوٰی مِنۡکُمۡ (الحج:38) یعنی خدائے تعالیٰ تک گوشت اور خون قربانیوں کا ہرگز نہیں پہنچتا بلکہ اعمال صالحہ کی روح جو تقویٰ اور طہارت ہے وہ تمہاری طرف سے پہنچتی ہے۔‘‘

(ازالہ اوہام حصہ اوّل، روحانی خزائن، جلد 3، صفحہ 247)

پس دوبارہ یہ نصیحت ہے کہ اپنے اعمال پر نظر رکھو۔ اعمال صالحہ ہی وہ سرمایہ ہیں جو انسان کی قربانیوں کی قبولیت کا ذریعہ بنتے ہیں اور اعمال صالحہ وہ ہیں جن میں اللہ تعالیٰ کے حقوق بھی ادا ہو رہے ہوں اور اسکے بندوں کے حقوق بھی ادا ہو رہے ہوں۔

یہ نہیں کہ ایک طرف ظلم و بربریت کا مظاہرہ کیا جا رہا ہو اور دوسری طرف اللہ اور رسول کا نام بھی لیا جائے۔ اللہ تعالیٰ تو رب العالمین ہے۔ رحمان ہے۔ رحیم ہے۔ اور اسکا رسول صلی اللہ علیہ وسلم رحمۃ للعالمین ہے۔ پس ایسے لوگ جو اللہ اور رسول کے نام پر ظلم کرتے ہیں اگر ان کی رسّی دراز ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ کی پکڑ بھی سخت ہوتی ہے۔

پس ان کے یہ عمل ہمیں اَور زیادہ اللہ تعالیٰ کے حکم پر چلانے والے ہونے چاہئیں۔ پھر مزید وضاحت کرتے ہوئے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: ’’قانونِ قدرت قدیم سے ایسا ہی ہے کہ یہ سب کچھ‘‘ یعنی تقویٰ کا ادراک اور اسکا پھل ’’معرفتِ کاملہ کے بعد ملتا ہے۔ خوف اور محبت اور قدردانی کی جڑھ معرفتِ کاملہ ہے۔ پس جس کو معرفتِ کاملہ دی گئی اس کو خوف اور محبت بھی کامل دی گئی اور جس کو خوف اور محبت کامل دی گئی اس کو ہر ایک گناہ سے جو بیباکی سے پیدا ہوتا ہے نجات دی گئی۔ پس ہم اِس نجات کیلئے نہ کسی خون کے محتاج ہیں اور نہ کسی صلیب کے حاجتمند اور نہ کسی کفارہ کی ہمیں ضرورت ہے بلکہ ہم صرف ایک قربانی کے محتاج ہیں جو اپنے نفس کی قربانی ہے۔ جس کی ضرورت کو ہماری فطرت محسوس کر رہی ہے۔ ایسی قربانی کا دوسرے لفظوں میں نام اسلام ہے۔ اسلام کے معنے ہیں ذبح ہونے کیلئے گردن آگے رکھ دینا یعنی کامل رضا کے ساتھ اپنی روح کو خدا کے آستانہ پر رکھ دینا۔ یہ پیارا نام تمام شریعت کی روح اور تمام احکام کی جان ہے۔ ذبح ہونے کیلئے اپنی دلی خوشی اور رضا سے گردن آگے رکھ دینا کامل محبت اور کامل عشق کو چاہتا ہے اور کامل محبت کامل معرفت کو چاہتی ہے۔ پس اسلام کا لفظ اِسی بات کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ حقیقی قربانی کیلئے کامل معرفت اور کامل محبت کی ضرورت ہے نہ کسی اَور چیز کی ضرورت۔ اِسی کی طرف خدا تعالیٰ قرآن شریف میں اشارہ فرماتا ہے لَنۡ یَّنَالَ اللّٰہَ لُحُوۡمُہَا وَ لَا دِمَآؤُہَا وَ لٰکِنۡ یَّنَالُہُ التَّقۡوٰی مِنۡکُمۡ (الحج:38) یعنی تمہاری (قربانیوں) کے نہ تو گوشت میرے تک پہنچ سکتے ہیں اور نہ خون بلکہ صرف یہ قربانی میرے تک پہنچتی ہے کہ تم مجھ سے ڈرو اور میرے لئے تقویٰ اختیار کرو۔‘‘

(لیکچر لاہور، روحانی خزائن، جلد 20، صفحہ 151-152)

پس یہ وہ خوبصورت تعلیم ہے جو ایک مومن کا سرمایہ ہے۔ یہ قربانی کی روح کا وہ ادراک ہے جو ایک مومن کی دنیا و عاقبت سنوارنے والا ہے۔

کتنا خوش قسمت ہے وہ جسے اللہ تعالیٰ کی معرفت کا ادراک حاصل ہو جائے اور معرفت حاصل کرنے کیلئے آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا خوف اور اس کی محبت کا حصول بھی ضروری ہے اور یہ پتہ کس طرح چلے کہ یہ معرفت حاصل ہو گئی ہے اور اللہ تعالیٰ کا خوف اور محبت دل میں پیدا ہو گئے ہیں تو اس کے ماپنے کا معیار یہ ہے کہ ہر گناہ سے انسان بچے۔ اگر بشری تقاضوں کے تحت کبھی کمزوری ظاہر بھی ہو جائے تو فوراً استغفار کر کے اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرے۔ مومن کبھی کوئی غلطی بے باکی سے نہیں کرتا۔ فرمایا کہ بے باک نہ ہو گناہ کرنے میں بلکہ اس پر ہر وقت اللہ تعالیٰ کی محبت غالب رہتی ہے۔ صحیح ایمان تو یہ ہے۔ ہر وقت وہ اس یقین پر قائم ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ مجھے دیکھ رہا ہے۔ جب بھی کوئی فعل کرنے والا ہے اس کو یہ یقین ہوتا ہے کہ مجھے اللہ تعالیٰ دیکھ رہا ہے، میرے دلوں کا حال بھی اللہ تعالیٰ جانتا ہے اور میرا کوئی عمل ایسا عمل نہ ہو جو خدا تعالیٰ کو ناپسند ہو۔ آپؑ نے فرمایا جب یہ حالت ہو تو یہی وہ اصل اسلام ہے جس پر ایک مومن کو چلنا چاہئے اور یہ اسلام کی وہ حالت ہے جس کے زیر اثر انسان اپنی گردن کٹوانے کیلئے تیار ہو جاتا ہے، ہر قربانی کیلئے تیار ہو جاتا ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی رضا کا حصول مقصد ہوتا

ہے۔ ہر قول اور فعل خدا تعالیٰ کو راضی کرنے کیلئے ہوتا ہے۔ جب یہ حالت ہو تو یہ حقیقی اسماعیلی قربانی کا نمونہ ہے۔ پس یہ عید ہمیں اس کامل محبت اور کامل عشق کا سبق دینے کیلئے ہے۔ صرف جانوروں کی قربانی کر کے ان کے گوشت کھانے میں نہیں ہے۔ آج اگر ہم اس معرفت کے نکتے کو سمجھ جائیں تو قبولیتِ دعا کے عظیم نشان بھی دیکھنے والے ہوں گے۔ فتوحات کے نظارے ہم اپنی زندگیوں میں دیکھنے والے ہوں گے لیکن روح کی قربانی اپنے اعمال کی درستگی اور اللہ تعالیٰ کا خوف ہے۔ خالص تقویٰ پیدا کرنے کے ساتھ عید الاضحیٰ پر جو ظاہری قربانی ہوتی ہے وہ بھی جو صاحب حیثیت ہیں ان کو کرنی چاہئے۔ یہ نہیں کہ ظاہری قربانی نہ کی جائے۔ بعض لوگ یہاں امیر ملکوں میں، یورپ اور امریکہ کے ملکوں کے رہنے والے پاکستان میں کرواتے ہیں لیکن آج کل کے حالات کی وجہ سے وہاں اتنی آزادی سے نہیں کروا سکتے تو افریقہ کے ممالک میں جماعتی نظام کے تحت کروا سکتے ہیں۔ گو اَب دیر تو ہو گئی ہے۔ آج عید ہے، کہیں کل ہو گئی لیکن ابھی بھی قربانیاں کرنے کے ایک دو دن ہیں۔ اس میں جماعت سے رابطہ کر کے جو کروانا چاہتے ہیں وہ کروا سکتے ہیں۔ یہ ظاہری قربانیاں بھی سنت ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہ کیا کرتے تھے ابراہیمی سنت کو اسلام نے خاص طور پر جاری کیا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیشہ یہ قربانی کی بلکہ امّت کے غریب لوگوں کی طرف سے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ قربانی کیا کرتے تھے۔

(سنن ابن ماجہ، کتاب الاضاحی، باب اضاحیّ رسول اللہ، حدیث 3122)

یہاں تو آپ لوگوں کو اندازہ نہیں ہے لیکن جب غریب ملکوں میں قربانی کا گوشت دیا جاتا ہے تو ان کی خوشی دیدنی ہوتی ہے۔ وہاں بے شمار لوگ ایسے ہیں جن کو شاید دو سال بعد بھی گوشت کھانے کو نہیں ملتا اور اس کا وہ اظہار بھی کرتے ہیں۔

پس یہ ظاہری قربانی بھی حقوق العباد کی ادائیگی کا ایک ذریعہ ہے اور اس سے بھی خدا تعالیٰ کی محبت بڑھتی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق کی خدمت اللہ تعالیٰ کی محبت کی خاطر انسان کر رہا ہوتا ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ’’دلوں کی پاکیزگی سچی قربانی ہے۔ گوشت اور خون سچی قربانی نہیں۔ جس جگہ عام لوگ جانوروں کی قربانی کرتے ہیں خاص لوگ دلوں کو ذبح کرتے ہیں۔ مگر خدا نے یہ قربانیاں بھی بند نہیں کیں‘‘ یعنی یہ ظاہری قربانیاں بھی بند نہیں کیں ’’تا معلوم ہو کہ ان قربانیوں کا بھی انسان سے تعلق ہے۔‘‘ (براہین احمدیہ حصہ پنجم، روحانی خزائن، جلد 21، صفحہ 424)

یہ ظاہری بھیڑ بکریوں کا ذبح کرنا ان کا بھی انسان سے تعلق ہے۔ پس فرمایا کہ گو فلسفہ قربانی تو دلوں کی قربانی ہے۔ نیکیوں کو پھیلانا ہے۔ اپنے نفس کو ہر غیر اللہ سے پاک کرنا ہے لیکن ظاہری قربانیاں بھی کرنی چاہئیں کیونکہ یہ بھی ایک مومن کو قربانی کے فلسفے کی طرف توجہ دلاتی ہیں۔

پھر ایک مجلس میں قربانیوں کے فلسفے کی طرف توجہ دلاتے ہوئے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: ’’ظاہری نماز اور روزہ اگر اسکے ساتھ اخلاص اور صدق نہ ہو کوئی خوبی اپنے اندر نہیں رکھتا۔ جوگی اور سنیاسی بھی اپنی جگہ بڑی بڑی ریاضتیں کرتے ہیں۔ اکثر دیکھا جاتا ہے کہ ان میں سے بعض اپنے ہاتھ تک سکھا دیتے ہیں۔‘‘ مستقل ایک جگہ ہاتھ کو کھڑا رکھ کے۔ ’’اور بڑی بڑی مشقتیں اٹھاتے اور اپنے آپ کو مشکلات اور مصائب میں ڈالتے ہیں لیکن یہ تکالیف ان کو کوئی نور نہیں بخشتیں اور نہ کوئی سکینت اور اطمینان ان کو ملتا ہے بلکہ اندرونی حالت ان کی خراب ہوتی ہے۔ وہ بدنی ریاضت کرتے ہیں جس کو اندر سے کم تعلق ہوتا ہے۔‘‘ یعنی روح سے اسکا کم تعلق ہوتا ہے ’’اور کوئی اثر ان کی روحانیت پر نہیں پڑتا۔ اسی لئے قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا لَنۡ یَّنَالَ اللّٰہَ لُحُوۡمُھَا وَ لَا دِمَآؤُھَا وَ لٰکِنۡ یَّنَالُہُ التَّقۡوٰی مِنۡکُمۡ (الحج:38) یعنی اللہ تعالیٰ کو تمہاری قربانیوں کا گوشت اور خون نہیں پہنچتا بلکہ تقویٰ پہنچتا ہے۔ حقیقت میں خدا تعالیٰ پوست کو پسند نہیں کرتا بلکہ وہ مغز چاہتا ہے۔‘‘ صرف چھلکا اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں۔ باہر کا شیل (shell) اللہ کو پسند نہیں۔ اندر جو مغز ہے وہ اللہ تعالیٰ چاہتا ہے۔

’’اب سوال یہ ہوتا ہے کہ اگر گوشت اور خون نہیں پہنچتا بلکہ تقویٰ پہنچتا ہے تو پھر قربانی کرنے کی ضرورت کیا ہے؟‘‘ فرمایا ’’اور اس طرح نماز روزہ اگر روح کا ہے تو پھر ظاہر کی کیا ضرورت ہے؟‘‘ کیا ضرورت ہے روزے رکھنے کی؟ کیا ضرورت ہے نمازیں پڑھنے کی؟ روح کو ہر وقت اللہ تعالیٰ کے آگے جھکائے رکھو۔ ’’اس کا جواب یہی ہے کہ یہ بالکل پکی بات ہے کہ جو لوگ جسم سے خدمت لینا چھوڑ دیتے ہیں ان کو روح نہیں مانتی اور اس میں وہ نیازمندی اور عبودیت پیدا نہیں ہوسکتی جو اصل مقصد ہے۔‘‘ اگر جسم سے خدمت نہیں لو گے، جسم کو اس کی حالت میں نہیں ڈھالو گے تو پھر ایک وقت آتا ہے کہ روح اس کو انکار کر دیتی ہے۔ روح نہیں مانتی اور عبودیت نہیں پیدا ہوتی۔ ظاہری حرکات کا اثر بھی روح پر ہوتا ہے اور عبودیت کا صحیح ادراک پیدا ہوتا ہے۔ پھر دوسری بات بھی ہے کہ اگر صرف روح سے کام لیا اور جسم سے کام نہ لیا تو مقصد حاصل نہیں ہوگا، عبودیت پیدا نہیں ہوسکتی ’’اور جو صرف جسم سے کام لیتے ہیں روح کو اس میں شریک نہیں کرتے وہ بھی خطرناک غلطی میں مبتلا ہیں اور یہ جوگی اسی قسم کے ہیں۔‘‘ اگر صرف جسم کو ہی مشقت میں ڈالا ہے اور روح کا کوئی حصہ نہیں تو وہ بھی خطرناک بات ہے۔ فرمایا کہ ’’روح اور جسم کا باہم خدا تعالیٰ نے ایک تعلق رکھا ہوا ہے اور جسم کا اثر روح پر پڑتا ہے۔‘‘ (ملفوظات، جلد 4، صفحہ 420 تا 421، ایڈیشن 1984ء) ’’غرض جسمانی اور روحانی سلسلے دونو برابر چلتے ہیں۔ روح میں جب عاجزی پیدا ہو جاتی ہے پھر جسم میں بھی پیدا ہو جاتی ہے اس لئے جب روح میں واقع میں عاجزی اور نیازمندی ہو تو جسم میں اس کے آثار خودبخود ظاہر ہو جاتے ہیں اور ایسا ہی جسم پر ایک الگ اثر پڑتا ہے تو روح بھی اس سے متاثر ہو ہی جاتی ہے۔‘‘ (ملفوظات، جلد 4، صفحہ 421، ایڈیشن 1984ء) ظاہری عاجزی انسان دکھائے تو ایک وقت میں دل کے اندر بھی عاجزی پیدا ہونا شروع ہو جاتی ہے۔

پس یہ حکمت ظاہری قربانی اور ظاہری عمل کی ہے کہ روح اور جسم کا ساتھ ہے اور جسم کی ظاہری حرکات اور عمل کا اثر روح پر بھی پڑتا ہے۔ مثلاً انسان اگر زبردستی رونے کی کوشش کرے، رونی صورت بنائے تو بسا اوقات حقیقت میں رونا آ جاتا ہے اس لیے دعا کے فلسفے کے ضمن میں بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ رونی شکل بناؤ، اللہ تعالیٰ کے حضور عاجزی سے گڑگڑاؤ تو پھر دل کی بھی وہ کیفیت پیدا ہو جاتی ہے کہ انسان کی گڑگڑاہٹ جو ہے وہ دل سے نکلتی ہے پھر انسان اگر زبردستی رونے کی کوشش کرے رونی صورت بنائے تو حقیقت میں اس کو رونا آ ہی جاتا ہے۔ اسی طرح ہنسنے کی مثال ہے۔ (ماخوذ از ملفوظات، جلد 4، صفحہ 421، ایڈیشن 1984ء)

پس اسلام میں ظاہری اعمال کا حکم بھی اس لیے ہے کہ ظاہری حالت کا اثر روح پر ہوتا ہے اور بعض دفعہ روح پر اثر کی وجہ سے ظاہر میں بھی جسمانی طور پر توجہ پیدا ہو جاتی ہے اور اپنے قویٰ سے انسان دوسروں کی مدد بھی کرتا ہے اور جیسا کہ بیان ہو چکا ہے دوسروں کو مادی فائدہ اسکے علاوہ بھی پہنچتا ہے اور اس فائدے کی وجہ سے ان کے جذبات بھی اس شخص کیلئے ایسے نکلتے ہیں کہ جس سے وہ ان کیلئے دعا کرتا ہے۔ اس سے حقوق العباد کی ادائیگی کی وجہ سے معاشرے میں محبت اور پیار بھی پیدا ہو جاتا ہے۔ پس اسلام کے ہر حکم کے پیچھے ایک حکمت اور فلسفہ ہے۔

بعض لوگ لکھ دیتے ہیں کہ قربانیوں یا صرف صدقات جو جانوروں کی قربانیوں کی صورت میں ہوتے ہیں اس کا کیا فائدہ ہے؟ اس کی جگہ فلاں کام میں یہ رقم خرچ کر دی جاتی تو زیادہ بہتر تھا۔ ان میں سے اکثر وہ لوگ ہوتے ہیں جن کو کھانے پینے کی تنگی نہیں اس لیے انہیں ظاہری خوراک کی اہمیت کا اندازہ ہی نہیں۔ ان کو ان لوگوں کی حالت کا اندازہ ہی نہیں جن کو گوشت تو کیا عام کھانا بھی میسر نہیں۔ ہاں یہ بالکل ٹھیک ہے کہ صاحبِ حیثیت لوگ جہاں عید کی قربانی پر لاکھوں خرچ کرتے ہیں وہاں غریبوں کو دوسری ضروریات کیلئے بھی کچھ دیں اور ان کی ضروریات پوری کریں۔ بہرحال یہ باتیں اس وقت پیدا ہوتی ہیں جب تقویٰ ہو، جب اللہ تعالیٰ کا خوف ہو، جب دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت ہو اور اسکی مخلوق کی محبت ہو جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بیان فرمایا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اس سوچ کے ساتھ قربانیوں کی روح کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے، ہمیں اپنے اندر تقویٰ پیدا کرتے ہوئے اپنی حالتوں کو خدا تعالیٰ کی رضا کے مطابق ڈھالنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ہم خالص اللہ تعالیٰ کے ہو جائیں اور اللہ تعالیٰ جلد ہمارے لیے مخالفین سے نجات کے سامان پیدا فرمائے اور ہماری قربانیوں کو قبول فرمائے۔ جن کو کسی وجہ سے توفیق نہیں ملی اللہ تعالیٰ ان کی نیتوں کے بھی انہیں اجر عطا فرمائے۔ مسلمانوں کو عقل اور سمجھ دے کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کو سمجھتے ہوئے آپؐ کی غلامی میں آئے ہوئے مسیح موعود اور مہدی معہود کو ماننے والے ہوں۔

اسیران جو قید و بند کی صعوبتیں محض للہ برداشت کر رہے ہیں ان کی قربانیاں بھی اللہ تعالیٰ قبول فرمائے اور جلد ان کی رہائی کے سامان بھی پیدا فرمائے۔ شہداء کے خاندانوں کو اپنی حفظ و امان میں رکھے۔ ان کے باپ، بیٹوں، بھائیوں نے جو جان کی قربانیاں دی ہیں ان کے نتیجے میں ان کو قربانیوں کا ادراک دیتے ہوئے خدا تعالیٰ سے تعلق میں بڑھنے کی توفیق عطا فرمائے نہ کہ وہ دین سے دُور ہٹنے والے ہوں۔

دنیا میں فتنہ و فساد اور جنگوں کے خاتمہ کیلئے بھی دعا کریں۔

پاکستان میں احمدیوں کیلئے خاص طور پہ دعا کریں اور پاکستانی احمدیوں کو خود بھی اپنے لیے دعا کرنی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ ان کی مالی، جانی اور جذباتی قربانیاں قبول فرمائے۔ برکینا فاسو کے احمدیوں کیلئے بھی دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ وہاں بھی حالات بہتر کرے اور ان کیلئے آسانیاں پیدا کرے۔ بنگلہ دیش کے احمدیوں کیلئے بھی دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ وہاں بھی حالات بہتر کرے۔ الجزائر کے احمدیوں کیلئے بھی دعا کریں وہاں بھی اللہ تعالیٰ حکومت کو عقل دے اور وہ لوگ احمدیوں کے حق کو تسلیم کرنے والے ہوں۔

تمام دنیا کے احمدیوں کیلئے دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو اپنے فضل اور رحمت کی چادر میں ڈھانپ لے اور سب احمدی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا دنیا میں لہرانے اور توحید کے پھیلانے کیلئے ہمیشہ اپنے عہد کو پورا کرتے ہوئے ہر قربانی کیلئے تیار رہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔ (خطبہ ثانیہ۔ دعا)

(خطبہ ثانیہ کے بعد حضورِ انور نے فرمایا: آپ سب کو بھی عید مبارک اور دنیا میں احمدیوں کو، سب کو عید مبارک ہو۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ)

(بشکریہ اخبار الفضل انٹرنیشنل 26؍ستمبر 2023)

کام جو کرتے ہیں تیری رہ میں پاتے ہیں جزا ☆ مجھ سے کیا دیکھا کہ یہ لطف و کرم ہے بار بار (المسیح الموعودؑ)

LOVE FOR ALL HATRED FOR NONE

WATCH SALES & SERVICE
LCD LED SMART TV
VCD & CD PLAYER
EXPORT AND IMPORT GOODS
AND ALL KIND OF ELECTRONICS
AVAILABLE HERE

Prop. NASIR SHAH Contact.03592-226107,281920, +91-7908149128
NEAR LAAL BAZAR, AHMADIYYA MUSLIM MISSION GANGTOK SIKKIM

خوداعتمادی ہونی چاہئے اور اس کیلئے تمہیں اپنے علم میں اضافہ کرنا ہوگا

اگر آپ اللہ تعالیٰ کے شکر گزار رہوں گے تو اللہ تعالیٰ آپ کو بہت خوش رکھے گا

جب مذہب اور تقویٰ اور نیکی کا معاملہ ہو تو ہمیشہ ان لوگوں کی طرف دیکھو جو تم سے بہتر ہوں اور جب دنیاوی امور کا معاملہ ہو تو ہمیشہ ان لوگوں کی طرف دیکھو جو آپ سے نیچے ہیں

پانچ وقت نماز کی ادائیگی کی کوشش کرنی چاہئے، ہمیشہ اچھے اخلاق کا مظاہرہ کرنا چاہئے

ہمیشہ اچھی زبان کا استعمال کرو، گندی زبان کا استعمال نہ کرو اور گالیاں نہ دو، اچھی چیزیں سیکھنے کی کوشش کرو

قرآن کریم کی تلاوت کرو اور جب قرآن کریم کا دور مکمل کر لو تو پھر اس کا ترجمہ پڑھنے کی کوشش کرو

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ ممبران مجلس اطفال الاحمدیہ (Los Angeles) امریکہ کی آن لائن ملاقات اور حضور انور کی زرّیں نصائح

امام جماعت احمدیہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 5/مارچ 2022ء کو ممبران مجلس اطفال الاحمدیہ (Los Angeles) امریکہ سے آن لائن ملاقات فرمائی۔ حضورِ انور نے اس ملاقات کو اسلام آباد (ٹلفورڈ) میں قائم ایم ٹی اے سٹوڈیوز سے رونق بخشی جبکہ 79 ممبران مجلس اطفال الاحمدیہ نے بیت الحمید مسجد کیلیفورنیا (امریکہ) سے آن لائن شرکت کی۔

اس ملاقات کا آغاز حسب روایت تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ جس کے بعد ممبران مجلس اطفال الاحمدیہ کو حضور انور سے اپنے عقائد اور عصر حاضر کی بابت سوالات پوچھنے کا موقع ملا۔

ایک طفل نے سوال کیا کہ بعض دفعہ بڑے کہتے ہیں کہ بچوں کی دعائیں زیادہ قبول ہوتی ہیں۔ کیا پیارے حضور ہمیں یہ بات مزید سمجھا سکتے ہیں؟

حضور انور نے فرمایا کہ بچے کیونکہ معصوم ہوتے ہیں اس لیے یہ کہا جاتا ہے اور ایک روایت بھی ہے کیونکہ بچے معصوم ہوتے ہیں اس لیے ان کی دعائیں زیادہ سنی جاتی ہیں اور ایسے بعض بڑے جن سے زیادہ گناہ سرزد ہو جاتے ہیں یا وہ جو اپنی نمازوں میں باقاعدہ نہیں ہیں اور ان کی دنیاوی معاملات کی طرف زیادہ توجہ ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ اپنی ذمہ داریوں میں انصاف نہیں کرتے۔ تو ایسے جو ہیں وہ تب ہی دعا کرتے ہیں جب ان کو کسی چیز کی ضرورت ہوتی ہے۔ لیکن جہاں تک بچوں کا تعلق ہے وہ دنیاوی معاملات میں زیادہ مصروف نہیں ہوتے۔ وہ اس عمر میں معصوم ہوتے ہیں۔ تو جب وہ دعا کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کی دعا ان کی معصومیت کی وجہ سے زیادہ قبول کرتا ہے۔ کیونکہ یہ دعا ان کے دل سے نکلتی ہے اور اللہ تعالیٰ کو معصوم لوگ پسند ہیں۔ اور ایسے بڑے جو متقی ہوتے ہیں وہ بھی معصوم ہوتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ان کی دعائیں بھی سنتا ہے لیکن اکثر معاملات میں ہم دیکھتے ہیں کہ لوگ دنیاوی معاملات میں زیادہ ملوث ہیں جبکہ بچوں کو دنیاوی معاملات کا زیادہ پتا نہیں ہوتا اور وہ معصوم ہوتے ہیں۔ ان سے گناہ سرزد نہیں ہوئے ہوتے اس لیے اللہ تعالیٰ ان کی دعائیں زیادہ قبول کرتا ہے۔

ایک اَور طفل نے سوال کیا کہ پیارے حضور تکبر اور خوداعتمادی میں کیا فرق ہے؟ وضاحت فرما دیں اور انسان تکبر سے کیسے بچ سکتا ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ آپ کو پتا ہے تکبر کیا ہے؟ (طفل نے جواباً عرض کیا کہ تکبر کا ایک حصہ زیادہ پُر اعتماد ہونا ہے) زیادہ خوداعتمادی تکبر نہیں ہے۔ تکبر یہ ہے کہ جب تم یہ سمجھو کہ جو کچھ بھی تم کہہ رہے ہو وہ صحیح ہے اور جو بھی دوسرے کہہ رہے ہیں وہ غلط ہے۔ یہ کہنا غلط نہیں ہے کہ تم صحیح ہو بلکہ یہ ہے کہ تم کسی دوسرے کی رائے کو برداشت نہ کرو اور تم ان سے اس طریق پر جھگڑا شروع کر دو جو صحیح نہیں ہے اور تم صرف اپنے آپ کو صحیح سمجھو، یہ تکبر ہے جبکہ خوداعتمادی یہ ہے کہ جب بھی تم بات کرو تو تمام شواہد کے ساتھ بات کرو۔ اگر تم سمجھو کہ جو بھی تم کہہ رہے ہو اسکے متعلق تمہارے پاس تمام دلائل ہیں۔ تو تم اپنے دلائل پیش کر سکتے ہو اور دوسرا اگر چاہے تو تمہارے دلائل کو مان سکتا ہے۔ یہ خوداعتمادی ہے لیکن اگر تم کسی کے ساتھ بحث کرو اور تمہارے دلائل غلط ثابت ہو جائیں اور لوگ تمہاری بات نہ مانیں اور تم غصہ میں آ جاؤ اور ان سے لڑائی کرنا شروع کر دو تو یہ تکبر ہے۔ خوداعتمادی ہونی چاہئے اور اس کیلئے تمہیں اپنے علم میں اضافہ کرنا ہوگا۔ لیکن بعض اوقات متکبر لوگوں کے پاس علم نہیں ہوتا لیکن پھر بھی ان کا خیال ہوتا ہے کہ وہ درست ہیں۔ ایسے لوگ جن کو خود پر اعتماد ہوتا ہے ان کے پاس اپنے دلائل کو ثابت کرنے کیلئے علم ہوتا ہے۔ ان دلائل کو کوئی قبول کرے یا نہ کرے لیکن تمہیں علم ہوتا ہے کہ مجھے اس عنوان کے بارے میں مکمل علم ہے۔ پس ان سے لڑائی اور بحث کرنے کی بجائے آپ بس ان کو کہہ دیں کہ ٹھیک ہے۔ جو بھی تم کہہ رہے ہو وہ ٹھیک ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی بیان فرمایا ہے کہ ایک بادشاہ تھا جو اپنے ہاتھ سے قرآن کریم لکھا کرتا تھا۔ ایک دفعہ ایک عالم اسکو ملنے آیا اور اس نے قرآن کریم لکھا ہوا دیکھا۔ اس عالم نے بادشاہ کو کہا کہ تم نے یہ لفظ صحیح نہیں لکھا۔ تو بادشاہ نے اس لفظ کے گرد گول دائرہ بنا دیا۔ اور پھر جب وہ عالم چلا گیا تو بادشاہ نے وہ گول دائرہ مٹا دیا۔ تو جو لوگ بادشاہ کے پاس بیٹھے تھے انہوں نے کہا کہ تم نے کیوں گول دائرہ بنا کر مٹا دیا۔ بادشاہ نے کہا کہ میں نے یہ لفظ ٹھیک لکھا ہے لیکن اس عالم کا خیال تھا کہ وہ صحیح ہے تو میں نے اس لفظ کے گرد گول دائرہ بنا دیا اور بحث نہیں کی تاکہ وہ بھی خوش رہے کہ میں نے اسکا نشان لگا دیا ہے۔ تکبر دکھانے کی بجائے بادشاہ نے اعلیٰ درجہ کی عاجزی دکھائی۔ بادشاہ ہونے کے باوجود اس نے خوداعتمادی کا اظہار کیا۔ اور یہ بھی دکھایا کہ ہم کس طرح تکبر سے بچ سکتے ہیں۔

ایک دوسرے طفل نے سوال کیا کہ ہم کس طرح خوش رہ سکتے ہیں؟

حضور انور نے اس طفل سے دریافت فرمایا کہ تمہاری عمر کیا ہے؟ (اس نے عرض کیا کہ نو سال کا ہوں) حضور انور نے فرمایا کہ آپ کو ہمیشہ مطمئن رہنا چاہئے۔ ہمیشہ یہ سوچو کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بہت سی چیزوں سے نوازا ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو صحت عطا کی ہے اور جسامت عطا کی ہے۔ آپ کو خوبصورت شکل عطا کی ہے اور آپ کی قوتِ بصیرت بھی اچھی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو منہ اور زبان عطا کیے ہیں جن کے ذریعہ آپ اچھی بات کر سکتے ہیں۔ کان ہیں جن سے آپ سن سکتے ہیں۔ آپ اللہ کا شکر ادا کریں۔ اور پھر اللہ نے آپ کو تمام سہولیات اور مواقع میسر کیے ہیں کہ سکول جا سکیں اور اپنے آپ کو تعلیم یافتہ بنائیں۔ اللہ نے آپ کو اچھے والدین عطا کیے ہیں اور اچھے بہن بھائی بھی، تو یہ امور آپ کو خوشی دیتے ہیں۔ (حضور انور نے استفسار فرمایا کہ کیا آپ کے بھائی بہن ہیں؟ اس طفل نے بتایا کہ اس کے دو چھوٹے بھائی ہیں) حضور انور نے فرمایا کہ اگر وہ آپ سے اچھا سلوک نہ بھی کریں تب بھی ہمیشہ خوش رہو اور اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کرو کہ اس نے آپ کو بے شمار چیزیں دی ہوئی ہیں۔ دیکھو اس دنیا میں بہت سے لوگ ایسے ہیں جو بنیادی سہولیات سے محروم ہیں۔ ان کو اتنا کھانا بھی نہیں ملتا کہ وہ زندہ رہ سکیں۔ انہیں سکول جانے کا موقع نہیں ملتا۔ بسا اوقات انہیں تالاب کا گندا پانی پینا پڑتا ہے۔ جبکہ آپ بوتل یا اپنے ٹونٹی کا صاف پانی پیتے ہیں۔ چنانچہ اگر آپ سوچیں کہ اللہ تعالیٰ نے کیسے آپ کو بے شمار چیزوں سے نوازا ہوا ہے تو آپ خوش ہوں گے۔ اور اگر آپ اللہ تعالیٰ کے شکر گزار رہوں گے تو اللہ تعالیٰ آپ کو بہت خوش رکھے گا۔ ہمیشہ ان لوگوں کی طرف دیکھیں جو ان بنیادی سہولیات سے محروم ہیں۔ جبکہ آپ کو یہ سب سہولیات میسر ہیں۔ اس لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک حدیث ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب مذہب اور تقویٰ اور نیکی کا معاملہ ہو تو ہمیشہ ان لوگوں کی طرف دیکھو جو تم سے بہتر ہوں اور جب دنیاوی امور کا معاملہ ہو تو ہمیشہ ان لوگوں کی طرف دیکھو جو آپ سے نیچے ہیں۔ ایسے لوگ جن کے پاس آپ سے کم سہولیات ہوں۔ یہ بات آپ کو اللہ تعالیٰ کا شکر گزار بنائے گی اور تم خوش رہو گے۔

ایک طفل نے عرض کیا کہ اسکے دن بھر کے سکول وغیرہ کے کام اکثر الیکٹرانک ڈیوائسز پر ہوتے ہیں۔ اس نے پوچھا کہ وہ سکرین ٹائم میں کیسے توازن قائم رکھ سکتا ہے؟

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ آپ کو اس بات کا خیال رکھنا چاہئے کہ آپ اپنی آنکھوں پر زیادہ بوجھ نہ ڈالیں۔ اگر آپ الیکٹرانک ڈیوائسز اور ٹیبلٹس اور سیل فونز پر اپنے سکول کا کام کرتے ہیں تو پھر آپ کو ٹی وی پروگرامز یا دیگر پروگرامز کیلئے اپنے ٹیبلٹس یا دیگر الیکٹرانک ڈیوائسز پر زیادہ وقت صرف نہیں کرنا چاہئے۔ بصورت دیگر آپ اپنی صحت اور آنکھوں کے حوالہ سے انصاف سے کام نہیں لے رہے ہوں گے۔ اس لیے خود پر زیادہ بوجھ مت ڈالیں اور نہ ہی اپنی آنکھوں پر بوجھ ڈالیں۔

ایک دوسرے طفل نے پوچھا کہ اسلام کے بارے میں منفی رائے دینے والوں کو کیسے جواب دیا جائے؟

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اگر وہ آپ کے قریبی دوست ہیں تو انہیں بتانا چاہئے کہ ہمیں اس طرح کی باتیں کر کے ایک دوسرے کے جذبات کو مجروح نہیں کرنا چاہئے۔ آپ انہیں بتا سکتے ہیں کہ میں اپنے مذہب سے محبت کرتا ہوں اور میں ایک مسلمان ہوں، اور اگر تم مجھے اپنا دوست رکھنا چاہتے ہو تو اسلام کے بارے میں غلط باتیں مت کرو۔ پھر آپ کہہ سکتے ہیں کہ ہم جملہ مذاہب کی تعظیم کرتے ہیں۔ ہم سب انسانوں کی عزت کرتے ہیں۔ ہم انسانیت کی تعظیم کرتے ہیں اسی وجہ سے ہم کسی کے بارے میں اور کسی کے مذہب کے بارے میں غلط باتیں نہیں کرتے۔ اگر تو وہ منع ہو جائے تو بہت اچھی بات ہے۔ اگر نہیں تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ایسے بندے سے دوری اختیار کر لو۔ لڑائی جھگڑا کرنے کی بجائے اس (دوست) سے دوری اختیار کرو اور کسی اور کو دوست بنا لو۔

ایک اور طفل نے سوال کیا کہ وہ آنحضرت

یہ جلسہ آپ کے تقویٰ کے معیار کو بڑھانے والا ہونا چاہئے اور آپ کے دلوں میں اللہ کا حقیقی خوف پیدا کرنے والا ہونا چاہئے

میں آپ کو نصیحت کرتا ہوں کہ آپ خلافت احمدیہ کے ساتھ مضبوط تعلق رکھیں
اور خلافت احمدیہ کے ذریعہ حاصل ہونے والے انعامات کے شکرانے کے طور پر اس کا مستقل شکر ادا کرتے رہیں

یاد رکھیں کہ ہماری کامیابی کا دارومدار خلافت احمدیہ سے جڑے رہنے پر ہے جو آج حقیقی طور پر مسلمانوں کی خلافت کی نمائندگی کر رہی ہے

آپ کو عموماً mta دیکھنا چاہئے اور اپنے اہل خانہ اور خاص طور پر بچوں کو بھی اس کی ترغیب دینی چاہئے
میرے خطباتِ جمعہ اور دوسرے مواقع اور تقریبات پر کیے گئے خطابات کو سننا چاہئے یہ آپ کا خلافت سے مستقل رابطہ جوڑے رکھے گا اور آپ کے ایمان کو مضبوط کرے گا

جماعت احمدیہ تنزانیہ کے 52ویں جلسہ سالانہ کے موقع پر حضرت خلیفة المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا بصیرت افروز خصوصی پیغام

پیارے احباب جماعت احمدیہ تنزانیہ

مجھے اس بات کی بہت خوشی ہے کہ آپ 29، 30/ستمبر اور یکم اکتوبر 2023ء کو اپنا باونواں جلسہ سالانہ منعقد کر رہے ہیں۔ میری دعا ہے کہ اللہ آپ کے جلسہ کو بہت کامیاب کرے اور تمام شاملین اس منفرد مذہبی اجتماع میں بے پایاں روحانی فیوض حاصل کریں۔

حضرت مسیح موعودؑ نے ہمیں سکھایا ہے کہ اس جلسہ کو عام لوگوں کے اجتماع کی طرح نہ سمجھیں۔ بلکہ حضورؑ نے بتایا کہ اس جلسہ کی بنیاد خالصۃً الٰہی منشاء کے تحت رکھی گئی ہے تا کہ اسلام کی اشاعت ہو سکے اور ساتھ ہی مصفّیٰ کلام قرآن کریم اور ہمارے پیارے نبی ﷺ کی تعلیمات کا پرچار ہو سکے۔

حضرت مسیح موعودؑ مزید فرماتے ہیں: اس جلسہ کو معمولی انسانی جلسوں کی طرح خیال نہ کریں۔ یہ وہ امر ہے جس کی خالص تائید حق اور اعلاء کلمہ اسلام پر بنیاد ہے۔ اس سلسلہ کی بنیادی اینٹ خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے رکھی ہے اور اس کیلئے قومیں طیار کی ہیں۔ جو عنقریب اس میں آملیں گی۔ کیونکہ یہ اس قادر کا فعل ہے جس کے آگے کوئی بات انہونی نہیں۔

(ماخوذ از اشتہار 7/دسمبر 1892ء، مجموعہ اشتہارات، جلد 1، صفحہ 361، ایڈیشن 2019ء)

اس لیے ضروری ہے کہ آپ جلسہ کی تمام کارروائی سے پوری طرح فائدہ اٹھائیں تا کہ آپ سیکھ سکیں کہ کیسے نیکی کے کاموں میں آگے بڑھتے ہوئے اللہ کا قرب حاصل کرنے کیلئے اپنے روحانی اور اخلاقی معیاروں کو بہتر کرنا ہے۔ یہ جلسہ آپ کے تقویٰ کے معیار کو بڑھانے والا ہونا چاہئے جو حقیقی نیکی ہے اور آپ کے دلوں میں اللہ کا حقیقی خوف پیدا کرنے والا ہونا چاہئے۔ یقیناً آپ کا واحد مقصد اللہ کی حقیقی خوشنودی کا حصول ہونا چاہئے۔

درحقیقت حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا ہے کہ زندگی کا اصل مقصد یہی ہے کہ ہم اپنے دل کی کھڑکی کو اپنے خالق کی طرف کھولیں۔

آپؑ فرماتے ہیں کہ ''اے لوگو تم اپنے سچے خداوند خدا اپنے حقیقی خالق اپنے واقعی معبود کی شناخت اور محبت اور اطاعت کیلئے پیدا کئے گئے ہو۔'' (Essence of Islam Vol IV p 146)

لہٰذا آپ کو اللہ سے ایک ذاتی تعلق پیدا کرنا چاہئے۔ باقاعدگی کے ساتھ پنجوقتہ نماز باجماعت ادا کرنی چاہئے۔ زیادہ سے زیادہ دعائیں اور خدا تعالیٰ کی یاد کو ہمہ وقت اپنے دلوں میں رکھیں۔

مَیں آپ کو نصیحت کرتا ہوں کہ آپ خلافت احمدیہ کے ساتھ مضبوط تعلق رکھیں۔ اور خلافت احمدیہ کے ذریعہ حاصل ہونے والے انعامات کے شکرانے کے طور پر اس کا مستقل شکر ادا کرتے رہیں۔ ہمیں صرف خلافت احمدیہ کے ذریعہ حاصل ہونے والے لاتعداد انعامات کے شکرانے کے طور پر ہی اس کا شکر ادا نہیں کرنا چاہئے بلکہ ہمیں اس بات کا بھی پختہ عہد کرنا چاہئے کہ ہم اچھے اور نیک کام کریں گے اور مثالی احمدی بننے کی کوشش کریں گے۔ یاد رکھیں کہ ہماری کامیابی کا دارومدار خلافت احمدیہ سے جڑے رہنے پر ہے جو آج حقیقی طور پر مسلمانوں کی خلافت کی نمائندگی کر رہی ہے۔ صرف خلیفة المسیح کی راہنمائی پر دیانتداری کے ساتھ عمل پیرا ہو کر ہی آپ دنیا کو اسلام کی خالص اور حقیقی تعلیمات سے روشناس کروا سکیں گے۔

یہ بھی انتہائی اہم اور ضروری ہے کہ آپ مکمل طور پر نظام جماعت کے ساتھ بھرپور تعاون کریں کیونکہ ہم تبھی آگے بڑھ سکتے اور ترقی کر سکتے ہیں جب ہم متحد ہوں اور جماعت کے عالیشان مقصد کو حاصل کرنے کیلئے مل کر کام کریں۔

آپ کو عموماً MTA دیکھنا چاہئے اور اپنے اہل خانہ اور خاص طور پر بچوں کو بھی اس کی ترغیب دینی چاہئے۔ آپ کو خاص طور پر میرے خطباتِ جمعہ اور دوسرے مواقع اور تقریبات پر کیے گئے خطابات کو سننا چاہئے۔ یہ آپ کا خلافت سے مستقل رابطہ جوڑے رکھے گا اور آپ کے ایمان کو مضبوط کرے گا۔

آپ کو تبلیغ سے متعلق اپنی ذمہ داریوں سے بھی آگاہ رہنا چاہئے جو ہر احمدی کیلئے نہایت اہم ہے۔ آپ کو تنزانیہ اور ارد گرد کے ممالک تک اسلام احمدیت کا پُرامن پیغام پہنچانے کیلئے نئے اور مؤثر تبلیغی پروگرام ترتیب دینے چاہئیں۔

آخر پر میری دل کی گہرائیوں سے یہ دعا ہے کہ اللہ آپ کے جلسہ سالانہ کو ہر لحاظ سے کامیاب کرے اور آپ سب کو اپنا ایمان مضبوط اور مستحکم کرنے کی توفیق عطا کرے۔ اللہ آپ کو اپنی زندگیوں میں تقویٰ اور اچھے اخلاق نیز اسلام احمدیت اور انسانیت کی خدمت کی جانب جانے والی حقیقی تبدیلی لانے کی توفیق دے۔ اللہ آپ سب پر اپنا رحم کرے۔

(بشکریہ اخبار الفضل انٹرنیشنل 7/نومبر 2023ء)

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جیسا کس طرح بن سکتا ہے؟

حضور انور نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمہارے لیے اسوہ حسنہ ہیں۔ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقام تک نہیں پہنچ سکتے لیکن اگر ہم کوشش کریں تو ہم اچھے کام کر سکتے ہیں۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کوشش فرماتے تھے کہ آپ حقوق اللہ احسن رنگ میں ادا کریں اسی طرح حقوق العباد کو نبھانے کی بھی بھرپور سعی فرماتے تھے۔ تو ہمیں بھی ایسا ہی کرنا چاہئے۔ ہمیں اپنی عبادت کے معیار بلند کرنے چاہئیں۔ ہمیں پانچ وقت نماز کی ادائیگی کی کوشش کرنی چاہئے۔ ہمیں ہمیشہ اچھے اخلاق کا مظاہرہ کرنا چاہئے۔ کبھی اپنے ہم مکتب دوستوں اور بہن بھائیوں سے لڑائی نہ کرو۔ ہمیشہ اچھی زبان کا استعمال کرو۔ گندی زبان کا استعمال نہ کرو اور گالیاں نہ دو۔ اچھی چیزیں سیکھنے کی کوشش کرو۔ قرآن کریم کی تلاوت کرو اور جب قرآن کریم کا دور مکمل کر لو تو پھر اس کا ترجمہ پڑھنے کی کوشش کرو۔ پھر تمہیں پتا لگے گا کہ تمہارے کیا فرائض ہیں؟ یوں تم آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نقوش پا پر عمل پیرا ہو سکتے ہو جو ہمارے لیے اسوہ حسنہ ہیں۔

ایک اور سوال قرآن کریم کی سورہ ھود کی آیت 109 کے بارے میں یہ ہوا کہ فرمایا گیا ہے کہ جنت ایک ایسا تحفہ ہے جو ہمیشہ رہے گا۔ اگر صرف اللہ کی ذات لافانی ہے پھر انسان کیونکر جنت میں ہمیشہ رہیں گے؟

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے بعض دوسری جگہوں پر بھی فرمایا ہے کہ جنت دائمی ہے۔ اسی لیے ہم کہتے ہیں کہ یہ دنیا کی زندگی عارضی ہے اس لیے جو شخص اس دنیا میں آتا ہے وہ یہاں عارضی طور پر رہتا ہے اور موت کے بعد ایک دائمی زندگی ہے...... جب دائمی کہا جاتا ہے تو اس سے مراد مجازی رنگ میں ہے۔ ہم جنت کے وقت کا اندازہ نہیں لگا سکتے کیونکہ اللہ تعالیٰ ایک جگہ فرماتا ہے کہ اس کا ایک دن ایک ہزار سال کے برابر ہے اور دوسری جگہ فرمایا اس کا ایک دن پچاس ہزار سال کے برابر ہے۔ تو اگر آپ ان سالوں کو ظاہری طور پر ضرب دیں تو ہمارے لحاظ سے تو یہ لامحدود ہی بنتے ہیں۔ مگر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ غیر فانی ہے۔ یہ درست ہے۔ کس طرح؟ یہ اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔ ہمیں صرف یہ پتا ہے کہ جنت میں بھی کچھ عرصہ کے بعد کوئی زندگی نہیں ہوگی۔ یہ کتنا لمبا عرصہ ہوگا، یہ ہماری سمجھ سے بالاتر ہے۔ اسی لیے ہم کہتے ہیں کہ یہ غیر فانی ہے۔ دنیا میں رہنے والا شخص اس کا پورا ادراک حاصل نہیں کر سکتا۔ اللہ تعالیٰ نے استعارہ کے رنگ میں بات بیان فرمائی ہے۔ تو اگر ایک دن پچاس ہزار سال کے برابر ہے پھر اس کو ایک سو سے ضرب دیں تو یہ ہمارے لحاظ سے تقریباً غیر فانی ہی ہے۔

ملاقات کے اختتام پر حضور انور نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ آپ سب کا حامی و ناصر ہو اور اپنے فضلوں سے نوازے۔

اللہ حافظ۔ السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

(بشکریہ اخبار الفضل انٹرنیشنل 22/مارچ 2022ء)

......☆......☆......☆......

ارشاد باری تعالیٰ

وَسَارِعُوۡۤا اِلٰی مَغۡفِرَۃٍ مِّنۡ رَّبِّکُمۡ وَجَنَّۃٍ عَرۡضُہَا السَّمٰوٰتُ وَالۡاَرۡضُ ۙ اُعِدَّتۡ لِلۡمُتَّقِیۡنَ (سورۃ آل عمران: 134)

ترجمہ: اور اپنے ربّ کی مغفرت اور اسکی جنت کی طرف دوڑو جس کی وسعت آسمانوں اور زمین پر محیط ہے۔ وہ متقیوں کیلئے تیار کی گئی ہے۔

DAR FRUIT CO. KULGAM
B.O AHMED FRUITS
Prop. Khawaja Masood Ahmad Dar   Asnoor (Kashmir)
Contact: 9622584733, 7006066375 (Saqib)

گیس کے ذریعہ دم گھونٹ کر مارا جانے والا جانور یا ذبح کیے بغیر ابلتے پانی میں ڈال کر مارا جانے والا جانور اسلامی تعلیم کی رُو سے حلال نہیں ہوتا

جانوروں کو کسی قدر تکلیف سے بچانے کیلئے Half Stun کیا جاتا ہے، جسکے بعد انہیں ذبح بھی کیا جاتا ہے،
جس سے ان کا خون بہہ جاتا ہے ان کا دل اور دماغ دونوں کام کر رہے ہوتے ہیں، البتہ اگر ان جانوروں کو گردن کی نچلی طرف سے ذبح کرنے کی بجائے،
اوپر کی طرف سے جھٹکے کے طریق پر گردن کاٹ کر مارا جائے تو ایسی صورت میں بھی اسلامی تعلیمات کے مطابق ان کا کھانا جائز نہیں

اگر ایسے لوگ ذبح کرتے ہیں جو دہریہ یا ایسے مذہب کے ماننے والے ہوتے ہیں جو اہل کتاب نہیں ہیں، اس لیے وہ ان جانوروں کو ذبح کرتے وقت
ان پر اللہ کا نام نہیں لیتے، تو ان باتوں سے ذبح کیے گئے جانور کے گوشت کے حلال وحرام ہونے میں کوئی فرق نہیں پڑتا

قربانی کرنے والا ذوالحجہ کا چاند نکلنے کے بعد قربانی کرنے تک اپنے بال اور ناخن نہ کٹوائے
سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اس امر کی طرف ہماری جماعت کو خاص توجہ کرنی چاہئے کیونکہ عام لوگوں میں اس سنت پر عمل کرنا مفقود ہو گیا ہے

سیّدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے پوچھے جانے والے سوالات کے بصیرت افروز جوابات

نوٹ : سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مختلف وقتوں میں اپنے مکتوبات اور ایم ٹی اے کے مختلف پروگراموں میں اہم مسائل کے بارہ میں جو ارشادات مبارکہ فرماتے ہیں، ان میں سے کچھ قارئین کے افادہ کیلئے الفضل انٹرنیشنل کے شکریہ کے ساتھ شائع کیے جا رہے ہیں۔ (ادارہ)

(قسط:63)

سوال **یو.کے سے ایک مربی صاحب نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت اقدس میں سنن ترمذی کی دو روایات بھجوا کر استفسار کیا کہ کیا یہ احادیث ٹھیک ہیں اور کیا ہم انہیں اپنے دلائل میں استعمال کر سکتے ہیں؟ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے مکتوب مورخہ 18/اگست 2022ء میں اس سوال کے جواب میں درج ذیل راہنمائی فرمائی۔ حضور نے فرمایا:**

جواب سنن ترمذی کی یہ روایات (کتاب التفسیر بَابٌ وَمِنْ سُورَةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) میں روایت ہوئی ہیں۔ ان کا مضمون یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آیت وَإِنْ تَتَوَلَّوْا يَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ ثُمَّ لَا يَكُونُوا أَمْثَالَكُمْ (سورہ محمد:39) یعنی اگر تم پھر جاؤ، تو وہ تمہاری جگہ ایک اور قوم کو بدل کر لے آئے گا اور وہ تمہاری طرح (سستی کرنے والے) نہیں ہوں گے، کی تلاوت کی، جس پر صحابہؓ نے دریافت کیا کہ یہ کون لوگ ہیں تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت سلمان فارسیؓ کے کندھے پر ہاتھ مار کر فرمایا کہ یہ اور اسکی قوم، یہ اور اسکی قوم اور دوسری روایت میں ہے کہ حضرت سلمان فارسیؓ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پہلو میں بیٹھے ہوئے تھے۔ چنانچہ صحابہؓ کے سوال کرنے پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کی ران پر ہاتھ مارا اور فرمایا کہ یہ اور اسکے ساتھی اور ساتھ فرمایا کہ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر ایمان ثریا ستارہ پر چلا گیا تو فارس کے رجال اسے ضرور واپس لے آئیں گے۔

اسی قسم کی ایک روایت صحیح بخاری میں بھی مروی ہے جس میں سورۃ الجمعہ کے نزول پر وَآخَرِينَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوا بِهِمْ (اور ان کے سوا ایک دوسری قوم میں بھی (وہ اسے بھیجے گا) جو ابھی تک ان سے ملی نہیں) کے بارے میں صحابہ نے دریافت کیا کہ یہ کون خوش قسمت لوگ ہوں گے جن میں آپ کا دوبارہ نزول ہو گا۔ اس پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت سلمان فارسیؓ پر اپنا ہاتھ رکھا اور فرمایا اگر ایمان ثریا ستارہ پر چلا جائے گا تو ان فارسی الاصل لوگوں میں ایک رجل یا رجال اسے ضرور پا لیں گے۔

دراصل ان دونوں روایات میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک ہی زمانہ اور ایک ہی واقعہ کی پیشگوئی فرمائی ہے۔ سنن ترمذی کی روایات میں بھی امت مسلمہ کو انذار کیا گیا ہے کہ اگر تم نے اسلامی تعلیمات کو پس پشت ڈال دیا اور خدا تعالیٰ اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے احکامات کو نظر انداز کر کے طرح طرح کی دنیوی برائیوں میں مبتلا ہو گئے تو اللہ تعالیٰ ایسی قوم سے اپنے ایمان کی نعمت کو اٹھا لے گا اور پھر اہل فارس میں سے ایسے نیک اور صالح جواں مرد اس ایمان کو دنیا میں دوبارہ قائم کریں گے اور صحیح بخاری والی روایت میں یہ بشارت عطا فرمائی کہ جب دنیا کے بگڑ جانے کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ دنیا کو ایمان کی نعمت سے محروم کر دے گا تو چونکہ دنیا میں ہر طرف ضلالت و گمراہی پھیل جائے گی (جو کہ خدا تعالیٰ کے انبیاء اور اسکے فرستادوں کی بعثت کا موجب ہوتی ہے) تو اس فساد فی الارض کے زمانہ میں دنیا کی اصلاح کیلئے اللہ تعالیٰ اہل فارس میں ایسے نیک اور صالح لوگوں کو پیدا کرے گا، جو آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مثیل ہوں گے اور انکا آنا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا آنا ہوگا اور یہ لوگ ایمان کو ثریا سے لا کر دوبارہ اس دنیا میں قائم کریں گے۔

پس دونوں کتب کی روایات بالکل درست ہیں اور ایک دوسرے کی تائید کر رہی ہیں۔ نیز ایک ہی زمانہ کی بابت ان میں بشارتیں دی گئی ہیں۔ ہم صحیح بخاری کی روایت کو اپنے علم الکلام میں زیادہ اس لیے استعمال کرتے ہیں کہ یہ کتاب زیادہ مستند ہے اور اسے مسلمانوں کی اکثریت اصح الکتب بعد کتاب اللہ کا درجہ رکھنے کی وجہ سے زیادہ قابل استناد سمجھتی ہے۔

سوال **جامعہ احمدیہ کینیڈا کے ایک طالبعلم نے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت اقدس میں لکھا کہ آج کل یو کے میں مرغیوں کو ذبح کرنے کی بجائے زیادہ تر گیس کے ذریعہ ان کا دم گھونٹ کر انہیں مارا جاتا ہے۔ یا گردن کاٹنے کی بجائے انہیں Stun کر کے جب ان کے پر اتارنے کیلئے انہیں ابلتے ہوئے پانی میں ڈالا جاتا ہے تو وہ مر جاتی ہیں اور ان کا خون نہیں بہتا۔ کیا اس طرح ذبح کیے جانے والے جانوروں کا گوشت کھانا جائز ہے؟ اسی طرح مغربی ممالک میں بہت سے مذبح خانوں میں جانوروں کو دوسرے جانوروں کے سامنے ذبح کیا جاتا ہے، ذبح کرنے سے پہلے چھریاں بھی ان جانوروں کے سامنے ہوتی ہیں اور جب انہیں ہینگرز پر لٹکایا جاتا ہے تو ان کی ہڈیاں ٹوٹ جاتی ہیں۔ پھر ان مغربی ممالک میں بہت سے دہریہ یا ایسے مذہب کے لوگ جانور ذبح کرتے ہیں جو اہل کتاب نہیں ہیں جبکہ اسلام نے صرف اہل کتاب کے کھانے کو جائز قرار دیا ہے۔ تو کیا زیادہ بہتر نہیں کہ ہم بڑے بڑے مذبح خانوں کے گوشت کی بجائے چھوٹی حلال دکانوں سے گوشت لیا کریں؟ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے مکتوب مورخہ 22/اگست 2022ء میں اس سوال کا درج ذیل جواب عطا فرمایا۔ حضور نے فرمایا:**

جواب گیس کے ذریعہ دم گھونٹ کر مارا جانے والا جانور یا ذبح کیے بغیر ابلتے پانی میں ڈال کر مارا جانے والا جانور اسلامی تعلیم کی رُو سے حلال نہیں ہوتا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ صاف طور پر قرآن کریم میں فرماتا ہے۔ حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيرِ وَمَا أُهِلَّ لِغَيْرِ اللهِ بِهٖ وَالْمُنْخَنِقَةُ وَالْمَوْقُوذَةُ وَالْمُتَرَدِّيَةُ وَالنَّطِيحَةُ وَمَا أَكَلَ السَّبُعُ إِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ (سورۃ المائدہ:4) یعنی تم پر مردار اور خون اور سؤر کا گوشت اور وہ (جانور) جو اللہ کے سوا کسی اور کے نام پر ذبح کیا گیا ہو اور دم گھٹ کر مرنے والا اور چوٹ لگ کر مرنے والا اور گر کر مرنے والا اور سینگ لگنے سے مرنے والا اور وہ بھی جسے درندوں نے کھایا ہو حرام کر دیا گیا ہے، سوائے اسکے کہ جسے تم (اس کے مرنے سے پہلے) ذبح کر لو۔

باقی جہاں تک جانوروں کو Stun کرنے کی بات ہے تو انہیں کسی قدر تکلیف سے بچانے کیلئے Half Stun کیا جاتا ہے، جسکے بعد انہیں ذبح بھی کیا جاتا ہے، جس سے ان کا خون بہہ جاتا ہے، کیونکہ Half Stun ہونے کی صورت میں بھی ان کا دل اور دماغ دونوں کام کر رہے ہوتے ہیں۔ البتہ اگر ان جانوروں کو گردن کی نچلی طرف سے ذبح کرنے کی بجائے، اوپر کی طرف سے جھٹکے کے طریق پر گردن کاٹ کر مارا جائے تو ایسی صورت میں بھی اسلامی تعلیمات کے مطابق ان کا کھانا جائز نہیں۔ لیکن مغربی ممالک میں زیادہ تر جانوروں کو گردن کی نچلی طرف سے ہی ذبح کیا جاتا ہے۔

باقی رہی یہ بات کہ ان جانوروں کو دوسرے جانوروں کے سامنے ذبح کیا جاتا ہے یا چھریاں ان کے سامنے ہوتی ہیں، یا ذبح کرنے کے بعد انہیں ہینگرز پر لٹکانے سے بعض اوقات ان کی ہڈیاں ٹوٹ جاتی ہیں، یا ایسے لوگ انہیں ذبح کرتے ہیں جو دہریہ یا ایسے مذہب کے ماننے والے ہوتے ہیں جو اہل کتاب نہیں ہیں، اس لیے وہ ان جانوروں کو ذبح کرتے وقت ان پر اللہ کا نام نہیں لیتے۔ تو ان باتوں سے ذبح کیے گئے جانور کے گوشت کے حلال وحرام ہونے میں کوئی فرق نہیں پڑتا بشرطیکہ ان جانوروں کو انسانی صحت کے اصولوں کے مطابق گردن کی نچلی جانب سے ذبح کیا گیا ہو اور ان پر اللہ کے سوا کسی اَور کا نام نہ لیا گیا ہو۔ ایسے گوشت کو اگر کھانے سے پہلے بسم اللہ پڑھ لی جائے تو اس کا کھانا جائز ہے۔

پس بہت زیادہ مین میکھ نکال کر اور وہم میں پڑ کر اپنے لیے بلا وجہ مشکلات پیدا نہیں کرنی چاہئیں۔ حدیث میں بھی آتا ہے، حضرت عائشہؓ روایت کرتی ہیں۔ أَنَّ قَوْمًا قَالُوا يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّ قَوْمًا يَأْتُونَنَا بِاللَّحْمِ لَا نَدْرِي أَذَكَرُوا اسْمَ اللهِ عَلَيْهِ أَمْ لَا فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَمُّوا اللَّهَ عَلَيْهِ وَكُلُوهُ (صحیح بخاری، کتاب البیوع، بَابُ مَنْ لَمْ يَرَ الْوَسَاوِسَ وَنَحْوَهَا مِنَ الشُّبُهَاتِ) یعنی کچھ لوگوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ؐ! ایک جماعت ہمارے پاس گوشت لے کر آتی

ہے، ہم نہیں جانتے کہ انہوں نے (اسے ذبح کرتے وقت) اس پر اللہ کا نام لیا ہوتا ہے یا نہیں۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم اس گوشت پر اللہ کا نام (بسم اللہ) پڑھ لیا کرو اور اسے کھا لیا کرو۔

اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ کیا ہندوؤں کے ہاتھ کا کھانا درست ہے؟ فرمایا: شریعت نے اس کو مباح رکھا ہے۔ ایسی پابندیوں پر شریعت نے زور نہیں دیا بلکہ شریعت نے قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰهَا پر زور دیا ہے۔ آنحضرت ﷺ آرمینیوں کے ہاتھ کی بنی ہوئی چیزیں کھا لیتے تھے اور بغیر اسکے گذارہ بھی تو نہیں ہوتا۔ (الحکم نمبر 19، جلد 8، مورخہ 10/جون 1904ء صفحہ 3)

پس انسان کو وہموں اور شک وشبہ میں مبتلا ہوئے بغیر تقویٰ سے کام لیتے ہوئے اپنے معاملات اور دنیاوی امور کو بجا لانے کی کوشش کرنی چاہئے۔ اور جہاں براہ راست کسی ممنوع کام میں پڑنے کا امکان ہو یا کسی چیز کی حرمت واضح طور پر نظر آتی ہو اس سے بہر صورت اجتناب کرنا چاہئے۔ چنانچہ اس بارے میں حضور ﷺ کی ایک اور حدیث ہماری بہترین راہنمائی کرتی ہے۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں۔ مَا خُيِّرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ أَمْرَيْنِ إِلَّا اخْتَارَ أَيْسَرَهُمَا مَا لَمْ يَأْثَمْ فَإِذَا كَانَ الْإِثْمُ كَانَ أَبْعَدَهُمَا مِنْهُ (صحیح بخاری کتاب الحدود باب إِقَامَةِ الْحُدُودِ وَالِانْتِقَامِ لِحُرُمَاتِ اللهِ) یعنی نبی کریم ﷺ کو جب بھی دو چیزوں کے درمیان اختیار دیا گیا تو آپ نے ان میں سے آسان صورت کو اختیار کیا جب تک کہ وہ گناہ کی بات نہ ہو۔ اگر وہ گناہ کی بات ہوتی تو آپ اس سے بہت زیادہ دُور رہتے۔

اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بارے میں بھی آتا ہے کہ ایک موقع پر امریکہ اور یورپ کی حیرت انگیز ایجادات کا ذکر ہوا۔ اسی میں یہ ذکر بھی آیا کہ دودھ اور شوربا وغیرہ جو کہ ٹینوں میں بند ہو کر ولایت سے آتا ہے بہت ہی نفیس اور ستھرا ہوتا ہے اور ایک خوبی ان میں یہ ہوتی ہے کہ ان کو بالکل ہاتھ سے نہیں چھوا جاتا۔ دودھ تک بھی بذریعہ مشین دوہا جاتا ہے۔ اس پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: چونکہ نصاریٰ اس وقت ایک ایسی قوم ہو گئی ہے جس نے دین کی حدود اور اس کے حلال وحرام کی کوئی پرواہ نہیں رکھی اور کثرت سے سؤر کا گوشت اُن میں استعمال ہوتا ہے اور جو ذبح کرتے ہیں اس پر بھی خدا کا نام ہرگز نہیں لیتے بلکہ جھٹکے کی طرح جانوروں کے سر جیسا کہ سنا گیا ہے علیحدہ کر دیتے جاتے ہیں۔ اس لیے شبہ پڑ سکتا ہے کہ بسکٹ اور دودھ وغیرہ جو اُن کے کارخانوں کے بنے ہوئے ہوں اُن میں سؤر کی چربی اور سؤر کے دودھ کی آمیزش ہو۔ اس لیے ہمارے نزدیک ولایتی بسکٹ اور اس قسم کے دودھ اور شوربے وغیرہ استعمال کرنے بالکل خلاف تقویٰ اور ناجائز ہیں۔ جس حالت میں کہ سؤر کے پالنے اور کھانے کا عام رواج ان لوگوں میں ولایت میں ہے تو ہم کیسے سمجھ سکتے ہیں کہ دوسری اشیائے خوردنی جو کہ یہ لوگ تیار کر کے ارسال کرتے ہیں ان میں کوئی نہ کوئی حصہ اس کا نہ ہوتا ہو۔

اس پر ابو سعید صاحب المعروف عرب صاحب تاجر برنج رنگون نے ایک واقعہ حضرت اقدسؑ کی خدمت میں یوں عرض کیا کہ رنگون میں بسکٹ اور ڈبل روٹی بنانے کا ایک کارخانہ انگریزوں کا تھا۔ وہ ایک مسلمان تاجر نے قریب ڈیڑھ لاکھ روپے کے خرید لیا۔ جب اس نے حساب وکتاب کی کتابوں کو پڑتال کر کے دیکھا تو معلوم ہوا کہ سؤر کی چربی بھی اس کارخانہ میں خریدی جاتی رہی ہے۔ دریافت پر کارخانہ والوں نے بتایا کہ ہم اُسے بسکٹ وغیرہ میں استعمال کرتے ہیں کیونکہ اسکے بغیر یہ چیزیں لذیذ نہیں ہوتیں اور ولایت میں بھی یہ چربی ان چیزوں میں ڈالی جاتی ہے۔

اس واقعہ کے سننے سے ناظرین کو معلوم ہو سکتا ہے کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا خیال کس قدر تقویٰ اور باریک بینی پر تھا لیکن چونکہ ہم میں سے بعض ایسے بھی تھے جن کو اکثر سفر کا اتفاق ہوا ہے اور بعض بھائی افریقہ وغیرہ دور دراز مصار وبلاد میں ابتک موجود ہیں جن کو اس قسم کے دودھ اور بسکٹ وغیرہ کی ضرورت پیش آسکتی ہے اس لیے اُن کو بھی مد نظر رکھ کر دوبارہ اس مسئلہ کی نسبت دریافت کیا گیا۔ اور نیز اہل ہنود کے کھانے کی نسبت عرض کیا گیا کہ یہ لوگ بھی اشیاء کو بہت غلیظ رکھتے ہیں اور ان کی کڑاہیوں کو اکثر کتے چاٹ جاتے ہیں۔ اس پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک نصاریٰ کا وہ طعام حلال ہے جس میں شبہ نہ ہو اور از روئے قرآن مجید کے وہ حرام نہ ہو۔ ورنہ اس کے یہی معنی ہوں گے کہ بعض اشیاء کو حرام جان کر گھر میں تو نہ کھایا مگر باہر نصاریٰ کے ہاتھ سے کھا لیا اور نصاریٰ پر ہی کیا منحصر ہے اگر ایک مسلمان بھی مشکوک الحال ہو تو اس کا کھانا بھی نہیں کھا سکتے مثلاً ایک مسلمان دیوانہ ہے اور اسے حرام وحلال کی خبر نہیں ہے تو ایسی صورت میں اس کے طعام یا تیار کردہ چیزوں پر کیا اعتبار ہو سکتا ہے۔ اسی لیے ہم گھر میں ولایتی بسکٹ استعمال نہیں کرنے دیتے بلکہ ہندوستان کی بعض کمپنی کے منگوایا کرتے ہیں۔

عیسائیوں کی نسبت ہندوؤں کی حالت اضطراری ہے کیونکہ یہ کثرت سے ہم لوگوں میں مل جل گئے ہیں اور ہر جگہ انہی کی دوکانیں ہوتی ہیں۔ اگر مسلمانوں کی دوکانیں موجود ہوں اور سب شئے وہاں ہی سے مل جاوے تو پھر البتہ ان سے خوردنی اشیاء نہ خریدنی چاہئیں۔ (البدر نمبر 27، جلد 3، مورخہ 16/جولائی 1904ء صفحہ 3)

پس خلاصہ کلام یہ کہ انسان کو نہ تو بہت زیادہ وہموں میں پڑ کر جائز اشیاء کے استعمال سے بلا وجہ کنارہ کشی کرنے کی ضرورت ہے اور نہ ہی غیر محتاط انداز اختیار کر کے ہر جائز وناجائز چیز کو استعمال کرنے کی کوشش کرنی چاہئے بلکہ ایک مناسب اور محتاط حد تک معاملات کی تحقیق کر کے اسلامی تعلیمات کے مطابق زندگی گزارنے کی کوشش کرنی چاہئے۔

سوال: **کینیڈا سے ایک دوست نے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت اقدس میں لکھا کہ کیا عید الاضحیہ کی قربانی کرنے والے کیلئے ضروری ہے کہ وہ ذی الحجہ کا چاند نکلنے سے قربانی کرنے تک اپنے بال اور ناخن نہ کٹوائے اور کیا یہ حکم بیرون ملک رہنے والوں پر بھی لاگو ہوتا ہے جو خود قربانی کرنے کی بجائے جماعت کو یا کسی عزیز کو رقم دے کر قربانی کرواتے ہیں؟ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے مکتوب مورخہ 22/اگست ۲۰۲۲ء میں اس سوال کے بارے میں درج ذیل ہدایات فرمائیں۔ حضور نے فرمایا:**

جواب: احادیث میں آتا ہے کہ قربانی کرنے والا ذوالحجہ کا چاند نکلنے کے بعد قربانی کرنے تک اپنے بال اور ناخن نہ کٹوائے۔ چنانچہ حضرت ام سلمہؓ کی روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جب تم ذوالحجہ کا چاند دیکھ لو تو جو شخص قربانی کرنا چاہتا ہو اسے قربانی کرنے تک اپنے بال اور ناخن نہیں کٹوانے چاہئیں۔ (صحیح مسلم، کتاب الاضاحی، باب من دخل علیہ عشر ذی الحجۃ)

علاوہ ازیں حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ مدینہ سے قربانی کا جانور بھیجتے تو میں آپ کی قربانی کے جانور کے ہار بٹتی، پھر آپؐ ان چیزوں سے پرہیز نہیں کرتے تھے جن سے محرم پرہیز کرتا ہے۔ (صحیح بخاری، کتاب الحج، بَابُ فَتْلِ الْقَلَائِدِ لِلْبُدْنِ وَالْبَقَرِ)

ان دونوں قسم کی احادیث کی بنا پر فقہاء کی اس مسئلہ کے بارے میں مختلف آراء ہیں۔ بعض فقہاء قربانی کرنے والے کیلئے بال اور ناخن کٹوانا حرام قرار دیتے ہیں۔ شافعیہ کے نزدیک ایسا کرنا مکروہ ہے حرام نہیں ہے۔ امام مالک کی ایک روایت کے مطابق ایسا کرنا مکروہ ہے اور ایک دوسری روایت کے مطابق مکروہ نہیں ہے۔ جبکہ امام ابوحنیفہ کے نزدیک ایسا کرنا مکروہ نہیں ہے۔ (شرح النووی علی مسلم، کتاب الاضاحی، باب من دخل علیہ عشر ذی الحجۃ)

سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ اس بارے میں فرماتے ہیں: جو لوگ قربانی کرنے کا ارادہ کریں ان کو چاہئے کہ ذی الحجہ کی پہلی تاریخ سے لے کر قربانی کرنے تک حجامت نہ کرائیں۔ اس امر کی طرف ہماری جماعت کو خاص توجہ کرنی چاہئے۔ کیونکہ عام لوگوں میں اس سنت پر عمل کرنا مفقود ہو گیا ہے۔ (اخبار الفضل قادیان دارالامان نمبر 24، جلد 5، مورخہ 22/ستمبر 1917ء صفحہ 4)

خلاصہ کلام یہ کہ قربانی کرنے والے کیلئے بال اور ناخن نہ کٹوانا مستحب اور پسندیدہ امر ہے، لازمی اور ضروری نہیں ہے۔ اس لیے اگر کوئی قربانی کا ارادہ کرنے والا شخص اپنے بال یا ناخن کاٹ لے تو اس سے اس کی قربانی پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ اسی طرح خود قربانی کریں یا کسی کے ذریعہ قربانی کروائیں ہر دو حالتوں پر ایک ہی قسم کا حکم لاگو ہوگا۔

(ظہیر احمد خان، مربی سلسلہ، انچارج شعبہ ریکارڈ دفتر پی ایس لندن)

(مطبوعہ اخبار روزنامہ الفضل انٹرنیشنل 28/اکتوبر 2023ء)

☆......☆......☆

129 واں جلسہ سالانہ قادیان
مورخہ 27، 28 اور 29/دسمبر 2024ء کو منعقد ہوگا

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 129 ویں جلسہ سالانہ قادیان 2024ء کیلئے مورخہ 27، 28 اور 29/دسمبر 2024ء (بروز جمعہ، ہفتہ، اتوار) کی تاریخوں کی منظوری مرحمت فرمائی ہے۔ احباب جماعت ابھی سے دعاؤں کے ساتھ اس مبارک جلسہ میں شمولیت کی نیت کر کے تیاری شروع کر دیں۔ اللہ تعالیٰ زیادہ سے زیادہ احباب جماعت کو اس جلسہ میں شامل ہو کر اس للّٰہی جلسہ سے فیضیاب ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ نیز جو دعائیں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے شاملین جلسہ کیلئے کی ہیں ہم سب کو ان کا وارث بنائے۔ آمین۔ اسی طرح اس جلسہ سالانہ کے ہر لحاظ سے کامیاب اور بابرکت ہونے نیز سعید روحوں کی ہدایت کا موجب بننے کیلئے دعائیں جاری رکھیں۔ جزاکم اللہ تعالیٰ احسن الجزاء

(ناظر اصلاح وارشاد مرکزیہ قادیان)

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس

”سب سے بنیادی اور اوّلین اصول جس کے مطابق ہر مسلمان مرد اور عورت کو اپنی زندگی لازماً بسر کرنی چاہئے وہ توحید ہے، یعنی اس کامل ایمان اور یقین کے ساتھ کہ اللہ تعالیٰ ایک ہے اور اسکا کوئی ہمسر نہیں۔“

(پیغام نیشنل اجتماع مجلس خدام الاحمدیہ تنزانیہ 2019ء)

طالب دعا: شیخ غلام احمد، نائب امیر جماعت احمدیہ بھدرک (اڈیشہ)

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس

”ذیلی تنظیموں کی یہ بھی ذمہ داری ہے کہ دین کی خدمت اور ملک وقوم دونوں کی خدمت کرنے کی ترغیب دلائیں اور یہ خدمت اپنی تمام تر صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے ہونی چاہئے۔“

(پیغام برموقع نیشنل اجتماع مجلس خدام الاحمدیہ تنزانیہ 2019ء)

طالب دعا: افراد خاندان مکرم شیخ رحمۃ اللہ صاحب (جماعت احمدیہ سورو، صوبہ اڈیشہ)

نماز جنازہ حاضر و غائب

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 13/جنوری 2024ء بروز ہفتہ 12 بجے دوپہر اسلام آباد (ٹلفورڈ) میں اپنے دفتر سے باہر تشریف لا کر درج ذیل مرحومین کی نماز جنازہ حاضر و غائب پڑھائی۔

نماز جنازہ حاضر

☆مکرمہ صفیہ بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم چودھری ناصر احمد سراء صاحب (روہیمپٹن، یو.کے)

یکم جنوری 2024ء کو 78 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحومہ مکرم محمد اعظم صاحب مرحوم کارکن ایم این سنڈیکیٹ ربوہ کی بیٹی تھیں۔ آپ کو شریف آباد اسٹیٹ سندھ میں لمبا عرصہ تک بطور صدر لجنہ خدمت کی توفیق ملی۔ اسکے علاوہ سندھ میں بچوں کو قرآن کریم ناظرہ اور باترجمہ بھی پڑھاتی رہیں۔ مرحومہ نماز اور روزہ کی پابند، تہجد گزار، غرباء کا خیال رکھنے والی اور خلافت کے ساتھ اخلاص و وفا کا تعلق رکھنے والی، نیک، دیندار بزرگ خاتون تھیں۔ جب تک صحت اجازت دیتی رہی باقاعدہ مسجد فضل (لندن) نماز کیلئے آیا کرتی تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں میاں کے علاوہ دو بیٹیاں اور پانچ بیٹے شامل ہیں۔

نماز جنازہ غائب

(1) مکرم عارف احمد قریشی صاحب (حیدرآباد دکن)

15/دسمبر 2023ء کو 73 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ 1973ء سے 1990ء تک 17 سال سعودی عرب میں رہے جہاں آپ نے سات بار حج کی سعادت پائی۔ سعودی عرب میں اپنے دَور کے ابتدائی سالوں میں انہیں خانہ کعبہ میں داخل ہو کر نوافل پڑھنے کا بھی موقع ملا۔ آپ جماعت طائف کے بانی اراکین میں سے تھے اور صدر جماعت طائف کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔ 1991ء میں ہندوستان واپس آنے کے بعد 10 سال تک امیر جماعت کی حیثیت سے خدمت بجالاتے رہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور خلفاء کی کتب کا گہرا مطالعہ تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے بے پناہ عشق تھا اور خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا بہت احترام کرتے تھے۔ واقفین زندگی سے بہت شفقت اور عزت سے پیش آتے اور ان کی ذاتی ضروریات کا خیال رکھا کرتے تھے۔ مرحوم صوم و صلوٰۃ کے پابند، خلافت سے اخلاص و وفا کا تعلق رکھنے والے بہت بہادر اور نڈر انسان تھے۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ تین بیٹے اور دو بیٹیاں شامل ہیں۔ آپ مکرم عرفان احمد قریشی صاحب (نیشنل سیکرٹری جائیداد یو.کے) کے والد تھے۔

(2) مکرم گلزار احمد اٹھوال صاحب (یو.کے)

23/مارچ 2023ء کو ربوہ میں بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ کے خاندان میں احمدیت 1914ء میں آئی تھی۔ مرحوم صوم صلوٰۃ کے پابند، تہجد گزار، نظام جماعت اور خلافت کے اطاعت گزار، بہت نیک اور مخلص انسان تھے۔ آپ کامیاب داعی الی اللہ بھی تھے۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ دو بیٹے شامل ہیں۔ آپ کے نواسے مکرم یاسر مشہود احمد اٹھوال صاحب مجلس خدام الاحمدیہ برطانیہ کے شعبہ عمومی میں خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔

(3) مکرم داؤد احمد گجراتی صاحب ابن مکرم چودھری ظہور احمد صاحب گجراتی درویش قادیان

10/اکتوبر 2023ء کو 54 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحوم بہت متقی، پرہیزگار، خاموش طبع، ہر ایک کے کام آنے والے ایک مخلص اور نافع الناس وجود تھے۔ مرحوم آخر دم تک قادیان کے مختلف دفاتر میں خدمت کی توفیق پاتے رہے۔ آپ واقف زندگی تو نہ تھے لیکن اپنی ساری زندگی ہی دینی کاموں میں بسر کی۔ مرحوم اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ ایک بیٹا اور دو بیٹیاں شامل ہیں۔ آپ مکرم مظفر احمد قادیانی صاحب (نیشنل سیکرٹری ضیافت جاپان) کے چھوٹے بھائی تھے۔

(4) مکرمہ محمودہ بشریٰ صاحبہ
اہلیہ مکرم چودھری احسان الرحمٰن صاحب (ربوہ)

16/دسمبر 2023ء کو 81 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ صوم و صلوٰۃ کی پابند، خوش اخلاق، بڑی دلیر اور سلسلہ کیلئے غیرت رکھنے والی ایک مخلص خاتون تھیں۔ مرحومہ اللہ کے فضل سے موصیہ تھیں۔

(5) مکرمہ پروین لطیف پراچہ صاحبہ
اہلیہ مکرم عبداللطیف پراچہ صاحب مرحوم (کینیڈا)

27/اکتوبر 2023ء کو ٹورانٹو میں 86 سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحومہ بھیرہ اور سرگودھا میں سکونت اختیار کرنے کے بعد دس سال سے کینیڈا میں مقیم تھیں۔ مرحومہ نمازوں کی پابند نیک مخلص اور باوفا خاتون تھیں۔ مرحومہ کو ایک لمبا عرصہ بطور سیکرٹری ضیافت لجنہ اماء اللہ سرگودھا کے طور پر خدمت کی توفیق ملی۔ آپ مکرم عامر لطیف پراچہ صاحب شہید لاہور کی والدہ تھیں۔

(6) مکرم مبارک احمد مبشر صاحب
ابن مکرم حافظ ملک شفیق احمد صاحب (ربوہ)

یکم دسمبر 2023ء کو 37 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحوم تحریک وقف نو میں شامل تھے اور اپنے اخلاق کی وجہ سے بہت ہردلعزیز تھے۔ باپ کے چھوٹی عمر میں وفات پانے کے بعد گھر کی تمام ذمہ داریوں میں والدہ کا ہاتھ بٹاتے رہے۔ پسماندگان میں والدہ اور اہلیہ کے علاوہ سات سالہ بچی شامل ہے۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور انہیں اپنے پیاروں کے قرب میں جگہ دے۔ اللہ تعالیٰ ان کے لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے اور ان کی خوبیوں کو زندہ رکھنے کی توفیق دے۔ آمین۔

......☆......☆......☆......

صدر انجمن احمدیہ قادیان کے ادارہ میں خدمت کے خواہشمند احباب متوجہ ہوں

شرائط برائے اسامی درجہ دوم

(1) امیدوار کی عمر 25 سال سے زائد اور 18 سال سے کم نہ ہو (2) امیدوار کی تعلیمی قابلیت کم از کم 10+2 45% فیصد نمبرات کے ساتھ ہونی چاہئے (3) امیدوار اردو/انگریزی کمپوزنگ جانتا ہو اور رفتار 25 الفاظ فی منٹ ہو (4) اس اعلان کے بعد 2 ماہ کے اندر جو درخواستیں موصول ہونگی انہیں پر غور ہوگا (5) نصاب امتحان کمیشن برائے کارکنان درجہ دوم درج ذیل ہے۔ پرچہ کے ہر جز میں کامیاب ہونا لازمی ہے

جز اوّل ☆قرآن کریم ناظرہ مکمل، پہلا پارہ باترجمہ ☆چالیس جواہر پارے، ارکان اسلام، نماز مکمل باترجمہ **(30 نمبرات) جز دوم** ☆کشتی نوح، برکات الدعا، دینی معلومات ☆مضمون بابت عقائد جماعت احمدیہ ☆نظم از درّثمین (شان اسلام) **(20 نمبرات) جز سوم** ☆انگریزی بمطابق معیار انٹرمیڈیٹ (10+2) **(20 نمبرات) جز چہارم** ☆حساب بمطابق معیار میٹرک (دفتری امپرسٹ سے متعلق سوالات) **(20 نمبرات) جز پنجم** ☆معلومات عامّہ (G.K) **(10 نمبرات)**

(6) تحریری امتحان میں کامیاب ہونے والے امیدواران کا ہی انٹرویو ہوگا (7) تحریری امتحان، کمپیوٹر ٹیسٹ و انٹرویو میں کامیابی کی صورت میں امیدوار کو نور ہسپتال قادیان سے طبی معائنہ کروانا ہوگا اور صرف وہی امیدوار خدمت کے اہل ہوں گے جو نور ہسپتال کے طبی بورڈ کی رپورٹ کے مطابق صحت مند اور تندرست ہوں گے (8) سلیکشن کی صورت میں امیدوار کو قادیان میں اپنی رہائش کا انتظام خود کرنا ہوگا۔ بعد میں رہائش کے تعلق سے موصول ہونے والی درخواست پر کوئی کاروائی نہیں ہوگی (9) سفر خرچ قادیان آمد و رفت امیدوار کے اپنے ذمہ ہوں گے

(نوٹ: تحریری امتحان و انٹرویو کی تاریخ سے امیدواران کو بعد میں مطلع کیا جائیگا)

مزید معلومات کیلئے رابطہ کریں

نظارت دیوان صدر انجمن احمدیہ قادیان (پن کوڈ-143516)

موبائل: 09682587713, 09682627592 دفتر: 01872-501130
E-mail: diwan@qadian.in

A. SAMSUL ALAM
A. ABDUL RAHIM
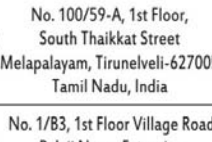
Dealers of Natural Precious & Semi-Precious Gemstones

TOONICE
DEALERS OF PRECIOUS & SEMI-PRECIOUS GEMSTONES
No. 100/59-A, 1st Floor, South Thaikkat Street Melapalayam, Tirunelveli-627005 Tamil Nadu, India
+91 9659389953 toonicegems@gmail.com

Al-Nida GEMS
No. 1/B3, 1st Floor Village Road Balaji Nagar Extension Puzhuthivakkam, Chennai-600091 Tamil Nadu, India
+91 9042150339 alnidagems@gmail.com

HG GEMS
HANIYAHANA GEMS CO., LTD.
No. 191/16, Soi Puttha Osot Siphraya, Bangrak Bangkok - 10500 Thailand
+66 638751327 gemscertify22@gmail.com

طالب دعا: اے شمس العالم (جماعت احمدیہ میلا پالم، صوبہ تامل ناڈو)

Love for All
Hatred for None
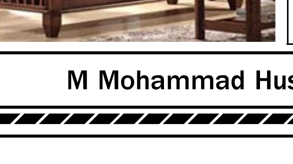
Fashion Quality
Sofa Works
115, Krishna Corner, Lakshmipuram Main Road, Palani 624601 (Tamil Nadu)
Mobile : 94438 37576, 97861 47575
M Mohammad Hussain (Jama'at Palani, Tamil Nadu)

جنگ احد میں گو بڑا صدمہ مسلمانوں کو پہنچا اور عبداللہ بن جبیرؓ کی سپاہ کی خطا سے یہ بلا آئی
مگر ایک فائدہ عظیم بھی حاصل ہوا کہ منافقوں کا نفاق اور یہودیوں کا بغض وعناد صاف صاف عیاں ہو گیا اور خالص مسلمان ممتاز ہو گئے (حضرت خلیفۃ المسیح الاول)

جبرئیل نے آکر مجھے خبر دی ہے کہ حمزہ بن عبدالمطلب کو سات آسمانوں میں اللہ اور اسکے رسول ﷺ کا شیر لکھا گیا ہے

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 22/دسمبر 2023 بطرز سوال وجواب
بمنظوری سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سوال جنگ احد میں مسلمانوں کو کیا فائدہ پہنچا تھا؟

جواب حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اس لڑائی میں گو بڑا صدمہ مسلمانوں کو پہنچا اور عبد اللہ بن جبیرؓ کی سپاہ کی خطا سے یہ بلا آئی مگر ایک فائدہ عظیم بھی حاصل ہوا کہ منافقوں کا نفاق اور یہودیوں کا بغض وعناد صاف صاف عیاں ہو گیا اور خالص مسلمان ممتاز ہو گئے۔

سوال کیا صحابہؓ کو مال غنیمت حاصل کرنے کی لالچ تھی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: صحابہؓ کے بارے میں اس دنیاوی خواہش کیلئے درّے کو چھوڑنے کی بات دل کو لگتی نہیں......صحابہؓ کے بارے میں یہ کہنا بلکہ سوچنا بھی ان کی شان کے خلاف ہے کہ ان کو مال غنیمت کی پڑی ہوتی تھی۔ یہ لوگ تو اپنے بیوی بچے اور اپنی جانیں تک اپنے سب سے محبوب خدا اور اسکے رسول ﷺ کے قدموں پر نچھاور کر چکے تھے اور اس سے پہلے وہ اپنے اموال و اسباب بھی اسی راہ میں لُٹا چکے تھے۔ شہادت کے شوق میں تو جیسا کہ واقعات بیان ہوئے ہیں یہ لوگ باہر نکل کر جنگ کرنا چاہتے تھے اور یہ جنگیں مالِ غنیمت حاصل کرنے کیلئے نہیں لڑی جا رہی تھیں۔ یہ تو مسلمانوں پہ الزام ہے۔ ہاں فتح کی صورت میں اموال غنیمت مل جانا ایک ضمنی بات تو ہوسکتی ہے لیکن صحابہؓ کا مطلوب ومقصود مال غنیمت حاصل کرنا ہرگز نہیں ہوسکتا تھا۔

سوال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جب حضرت حمزہؓ کے قتل کا کس قدر رنج پہنچا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: آنحضرت ﷺ کو جب حمزہؓ کے قتل کی اطلاع ملی تو آپؐ کو سخت صدمہ ہوا اور روایت آتی ہے کہ غزوۂ طائف کے بعد جب حمزہ کا قاتل آنحضرت ﷺ کے سامنے آیا تو آپؐ نے اسے معاف تو فرما دیا مگر حمزہ کی محبت کا احترام کرتے ہوئے فرمایا کہ وحشی میرے سامنے نہ آیا کرے۔

سوال حضرت جبرائیل علیہ السلام نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت حمزہ کے متعلق کیا فرمایا؟

جواب آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جبرئیل نے آکر مجھے خبر دی ہے کہ حمزہ بن عبدالمطلب کو سات آسمانوں میں اللہ اور اس کے رسولؐ کا شیر لکھا گیا ہے۔

سوال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حمزہ کی نعش کے سامنے کھڑے ہو کر کیا فرمایا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حمزہؓ کی نعش کے پاس آکر جن جذبات کا اظہار کیا اور آپؓ کو بلند مقام کی جو خوشخبری دی اسکے بارے میں ابن ہشام روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے جب حضرت حمزہؓ کی نعش کو دیکھا تو ان کا کلیجہ نکال کر چبایا گیا تھا تو رسول اللہ ﷺ حضرت حمزہؓ کی نعش پر آکر کھڑے ہوئے اور فرمایا اے حمزہ! تیری اس مصیبت جیسی کوئی مصیبت مجھے کبھی نہیں پہنچے گی۔ میں نے اس سے زیادہ تکلیف دہ منظر آج تک نہیں دیکھا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا جبرئیل نے آکر مجھے خبر دی ہے کہ حمزہ بن عبدالمطلب کو سات آسمانوں میں اللہ اورا کے رسول کا شیر لکھا گیا ہے۔

سوال جنگ احد کے موقعہ پر حضرت ہندہ نے حضرت حمزہ کی نعش کے ساتھ کیا سلوک کیا تھا؟

جواب حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ کے شدید دشمنوں میں سے ایک ہندہ تھی جو اتنی سخت مخالف تھی کہ جنگِ احد کے موقعہ پر لوگوں کو شعر پڑھ پڑھ کر بھڑکاتی تھی کہ جاؤ اور اسلامی لشکر پر حملہ کرو اور جب ایک خطرناک موقعہ مسلمانوں کیلئے آیا تو اس نے کہا کہ جو شخص حضرت حمزہؓ کا جو آنحضرت ﷺ کے چچا تھے کلیجہ نکال کر میرے پاس لے آئے گا اور اسی طرح انکا ناک اور ان کے کان کاٹ کر لے آئے گا میں اسے انعام دوں گی۔ چنانچہ حضرت حمزہؓ کی نعش کے ساتھ ایسا ہی سلوک کیا گیا۔ جنگ کے بعد جب رسول کریم ﷺ کو یہ بات معلوم ہوئی کہ آپؐ کے چچا کی ایسی بے حرمتی کی گئی ہے تو طبعی طور پر آپؐ کو تکلیف ہوئی اور آپؐ نے فرمایا کہ جب دشمنوں نے اس قسم کے ظالمانہ سلوک کی ابتدا کر دی ہے تو میں بھی ان کے ساتھ ایسا ہی سلوک کروں گا۔ تب اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپؐ پر وحی نازل ہوئی کہ ان کے اس ظالمانہ سلوک کے باوجود آپ کو ایسا کوئی اقدام نہیں کرنا چاہئے اور عفو اور درگذر سے کام لینا چاہئے۔

سوال کیا صحابہ کرام کو دنیاداری کا خیال تھا اسکے متعلق حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے کیا بیان فرمایا؟

جواب یہ حضرت مصلح موعودؓ نے فرمایا ”اصل بات یہ ہے کہ ان کو یہ خواہش تھی کہ ہم بھی اس جنگِ اُحد میں شریک ہوں۔ یہ بھی دنیوی خیال تھا کہ ہم اس غزوہ میں شامل ہوں اور کافروں کو ماریں۔ لُوٹ کے مال میں شامل ہونا اس جگہ مراد نہیں۔ فرماتا ہے کہ تم کو یہ خیال تھا کہ ہم غزوہ میں شامل ہونے والوں سے پیچھے نہ رہ جائیں مگر یہ بھی ایک دنیوی خیال ہے تمہیں تو حکم کی تعمیل کرنی چاہئے تھی اور بس وَمِنۡكُمۡ مَّنۡ يُّرِيۡدُ الۡاٰخِرَةَ فرماتا ہے کہ تمہارا افسر اور اسکے ساتھی تو آخرت کو چاہتے تھے۔ ان کے مدِ نظر انجام اور نتیجہ تھا۔ وہ سمجھتے تھے کہ اسکا نتیجہ اچھا نہ ہوگا۔ وہ نافرمانی کے بدنتیجہ کو دیکھ رہا تھا۔ اس طرح اسکے ساتھی بھی اسے حق پر سمجھتے تھے۔ افسر اور اسکے ساتھ متفق لوگوں کی نظر اس بات کے آخری نتیجہ پر پہنچ رہی تھی کہ وہ آنحضرت ﷺ کے حکم کو جنگ میں شمولیت سے زیادہ اہم سمجھتے تھے۔ لیکن برخلاف اسکے تمہاری نظر سطحی بات پر پڑی ہوئی تھی۔ یہ معنے صحابہؓ کی اس شان کے مناسبِ حال ہیں جو ان کے کاموں اور ان کی قربانیوں سے ظاہر ہوتی ہے۔

سوال حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے مزید اس بارہ میں کیا فرمایا؟

جواب حضرت خلیفہ رابع رحمہ اللہ نے آگے بیان کیا کہ پس حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ بحث ہی بے تعلق ہے کہ وہ دنیا چاہ رہے تھے اور وہ آخرت چاہ رہے تھے کیونکہ حقیقت یہ ہے کہ دنیا وہ تھی بھی کتنی سی۔ وہ عجیب وغریب سی بات نظر آتی ہے۔ پھر تفصیل بیان کی انہوں نے کہ وہ جو درّے کی حفاظت پر مامور تھے درّے سے بھاگے ہوں گے اس وقت تک تو سب چیزیں بٹ بھی چکی ہوں گی اور یہ خیال کہ ان کو یہ جلدی تھی کہ ہم جلدی سے وہاں جا کر شامل ہو جائیں۔ یہ کیوں نہیں سوچتے جیسا کہ قرآن کریم فرماتا ہے حسنِ ظن کرو اپنے لوگوں پر کہ وہ اس خیال سے گئے تھے کہ سارے فتح کے شادیانے بجا رہے ہیں، خوش ہو رہے ہیں، رسول اللہ ﷺ کے قریب کھڑے ہیں، ایک دوسرے کو مبارکباد دے رہے ہوں گے تو ہم کیوں اس منظر سے پیچھے رہیں۔ تو بسا اوقات ایسا ہوتا ہے اور یہ فطرت کے عین مطابق ہے کہ جہاں جشن منایا جارہا ہو، خوشی منائی جارہی ہو، سب دوڑ دوڑ کر وہاں پہنچتے ہیں۔ خلیفہ رابعؒ کہتے ہیں یہاں بھی اپنے قیام کے دوران بارہا دیکھ چکے ہیں کہ کوئی اچھی خبر ہو تو یہاں کوئی مال غنیمت لُوٹنے تو لوگ نہیں آتے۔ لوگ پہنچتے ہیں اور خوشی میں حصہ لینے پہنچتے ہیں۔ تو ان کے نزدیک یہ تھا کہ اتنا مزہ آرہا ہے۔ نیچے دیکھو یا جہاں آنحضرت ﷺ تھے۔ سارے لطف اٹھا رہے ہیں آنحضرت ﷺ کے ارد گرد اکٹھے ہو کر۔ خدا کا وعدہ پورا ہوا ہے۔ ہم یہاں کھڑے اکیلے، ہم بھی وہاں جاتے ہیں لیکن حضرت عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ کی آخرت پر نظر تھی کہ اس وقت خوشی سے یہ بہت زیادہ مزے کی بات ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی خاطر الگ ایک طرف بیٹھے رہیں۔ جو ہمیں حکم دیا گیا ہے اس کی تعمیل کریں اور جو اس کا لطف ہے وہ دراصل وہ لطف نہیں ہے جو وہاں خوشی میں ہے۔

سوال حضرت حمزہؓ کی شہادت کیسے ہوئی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: عمیر بن اسحاق بیان کرتے ہیں کہ احد کے روز حمزہ بن عبدالمطلبؓ رسول اللہ ﷺ کے آگے دو تلواروں سے جنگ کر رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ میں اسداللہ یعنی خدا کا شیر ہوں۔ یہ کہتے ہوئے کبھی آگے جاتے اور کبھی پیچھے ہٹتے۔ وہ اسی حالت میں تھے کہ یکا یک پھسل کر گر گئے۔ انہیں وحشی اسود نے دیکھ لیا۔ ابو اسامہ نے کہا کہ اس نے انہیں نیزہ کھینچ کر مارا اور قتل کر دیا۔

......☆......☆......☆......

انبیاء شجاعت کا ایک نمونہ قائم کرتے ہیں
خدا تعالیٰ کو اسلام کے ساتھ کوئی دشمنی نہ تھی مگر دیکھو! جنگ اُحد میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکیلے رہ گئے اس میں یہی بھید تھا کہ آنحضرت ﷺ کی شجاعت ظاہر ہو جبکہ حضرت رسول کریم ﷺ دس ہزار کے مقابل میں اکیلے کھڑے ہو گئے کہ میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں، ایسا نمونہ دکھانے کا کسی نبی کو موقع نہیں ملا (حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 29/دسمبر 2023 بطرز سوال وجواب
بمنظوری سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سوال جنگ احد میں اسلامی لشکر کو کفار پر فتح حاصل کرنے کے بعد ایک عارضی شکست کا چرکہ کیوں لگا؟

جواب حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اسلامی لشکر کو کفار پر فتح حاصل کرنے کے بعد ایک عارضی شکست کا چرکہ اس لئے لگا کہ ان میں سے چند آدمیوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک حکم کی خلاف ورزی کی اور آپؐ کی ہدایت پر عمل کرنے کی بجائے اپنے اجتہاد سے کام لینا شروع کر دیا۔ اگر وہ لوگ محمد رسول اللہ ﷺ کے پیچھے اسی طرح چلتے جس طرح نبض حرکت قلب کے پیچھے چلتی ہے۔ اگر وہ سمجھتے کہ محمد رسول اللہ ﷺ کے ایک حکم کے نتیجہ میں اگر ساری دنیا کو بھی اپنی جانیں قربان کرنی پڑتی ہیں تو وہ ایک بے حقیقت شے ہے۔ اگر وہ ذاتی اجتہاد سے کام لے کر اس پہاڑی درّہ کو نہ چھوڑتے جس پر رسول کریم ﷺ نے انہیں اس ہدایت کے ساتھ کھڑا کیا تھا کہ خواہ ہم فتح حاصل کریں یا مارے جائیں تم نے اس مقام سے نہیں ہلنا تو نہ دشمن کو دوبارہ حملہ کرنے کا موقع ملتا اور نہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے صحابہؓ کو کوئی نقصان پہنچتا۔

سوال انبیاء کی شجاعت کے بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کیا فرمایا؟

جواب حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: انبیاء شجاعت کا ایک نمونہ قائم کرتے ہیں۔ خدا تعالیٰ کو اسلام کے ساتھ کوئی دشمنی نہ تھی مگر دیکھو! جنگ اُحد میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اکیلے رہ گئے۔ اس میں یہی بھید تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی شجاعت ظاہر ہو جبکہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم دس ہزار کے مقابل میں اکیلے کھڑے ہو گئے کہ میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں۔ ایسا نمونہ دکھانے کا کسی نبی کو موقع نہیں ملا۔ جنگِ اُحد کے واقعہ کی نسبت لوگوں نے تاویلیں کی ہیں مگر اصل بات یہ ہے کہ خدا کی اس وقت جلالی تجلّی تھی اور سوائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اَور کسی کو برداشت کی طاقت نہ تھی۔ اس لئے آپؐ وہاں ہی کھڑے رہے اور باقی اصحاب کا قدم اکھڑ گیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی زندگی میں جیسے اس صدق وصفا کی نظیر نہیں ملتی جو آپؐ کو خدا سے تھا ایسا ہی ان الٰہی تائیدات کی نظیر بھی کہیں نہیں ملتی جو آپؐ کے شاملِ حال ہیں۔

سوال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ثابت قدمی اور جرأت اور بہادری کا نمونہ کیا تھا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: اس بارے میں تفصیل سے لکھا ہے کہ جب لڑائی کا پانسہ پلٹنے کے بعد صحابہؓ بدحواسی میں اپنے آپ کو سنبھال نہ سکے اور افراتفری کا شکار ہو گئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس افراتفری میں اور اپنے چاروں طرف دشمنوں کے جمگھٹے کے باوجود اپنی جگہ ثابت قدم اور جمے رہے۔ صحابہؓ کو گھبراہٹ میں اِدھر اُدھر بھاگتے دیکھ کران کو پکارتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرماتے جاتے تھے۔ اے فلاں! میری طرف آؤ۔ اے فلاں! میری طرف آؤ۔ میں خدا کا رسول ہوں۔ جبکہ ہر طرف سے آپؐ پر تیروں کی بوچھاڑ ہو رہی تھی۔ ایک روایت میں ہے کہ آپؐ بلند آواز میں فرما رہے تھے۔

اَنَا النَّبِیُّ لَا کَذِب
اَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِب
اَنَا ابْنُ الْعَوَاتِکْ

میں نبی ہوں اس میں جھوٹ نہیں۔ میں عبدالمطلب کا بیٹا ہوں میں عواتک یعنی عاتکاؤں کا بیٹا ہوں۔ عام طور پر روایات اور سیرت کی کتابوں میں ہے کہ یہ کلمات آپؐ نے غزوہ حنین میں فرمائے تھے لیکن بہر حال بعید نہیں کہ یہی کلمات آپؐ نے اُحد میں بھی فرمائے ہوں اور حنین میں بھی فرمائے ہوں۔

سوال حضور انور نے عواتک لفظ کے بارے میں کیا فرمایا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: عَوَاتِک کا یہاں ذکر ہوا ہے۔ عَوَاتِک: عاتکہ کی جمع ہیں اور عاتکہ نام کی ایک سے زائد خواتین تھیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جدّات یعنی نانیاں دادیاں تھیں۔ ایک تو عَاتِکَہ بنتِ ہِلَال جو عبد مناف کی والدہ تھیں، دوسری عاتکہ بنت مُرّۃ جو ہاشم بن عَبدِ مَنَاف کی والدہ تھیں، تیسری عاتکہ بنت اَوْقَص جو وَہْب یعنی حضرت آمنہ کے والد کی ماں تھیں۔ ایک روایت کے مطابق یہ نو عورتیں تھیں۔ تین بنو سُلَیم میں سے اور چھ اَور لوگوں میں سے تھیں اور سب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جدّات تھیں۔

سوال حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بہادری کے بارے میں کیا بیان فرمایا؟

جواب حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مکی زندگی ایک عجیب نمونہ ہے۔ اور ایک پہلو سے ساری زندگی ہی تکلیفات میں گزری۔ جنگ اُحد میں آپؐ اکیلے ہی تھے۔ لڑائی میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اپنی نسبت رسول اللہ ظاہر کرنا آپؐ کی کس درجہ کی شوکت، جرأت اور استقامت کو بتاتا ہے۔

سوال حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ غزوہ احد کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟

جواب حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ایک تاریک گھڑی وہ تھی جبکہ اُحد میں آپؐ زخمی ہوئے اور اس قسم کے واقعات جمع ہو گئے کہ اسلامی لشکر کی فتح شکست کی صورت میں تبدیل ہو گئی۔ اس جنگ میں ایک درّہ ایسا تھا جہاں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بعض آدمی چن کر کھڑے کئے تھے اور انہیں حکم دیا تھا کہ جنگ کی خواہ کوئی حالت ہو تم نے اس درّہ کو نہیں چھوڑنا۔ جب کفار کا لشکر منتشر ہو گیا تو انہوں نے غلطی سے اجتہاد کیا کہ اب یہاں ٹھہرنے کا کیا فائدہ ہے ہم بھی چلیں اور لڑائی میں کچھ حصہ لیں۔ ان کے سردار نے انہیں کہا بھی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا حکم ہے کہ ہم یہ درّہ چھوڑ کر نہ جائیں مگر انہوں نے کہا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا یہ مطلب تو نہ تھا کہ فتح ہو جائے تب بھی یہیں کھڑے رہو۔ آپؐ کے ارشاد کا تو یہ مطلب تھا کہ جب تک جنگ ہوتی رہے اس درّہ کو نہ چھوڑنا۔ اب چونکہ فتح ہو چکی ہے دشمن بھاگ رہا ہے ہمیں بھی تو کچھ ثواب جہاد کا حاصل کرنا چاہئے۔ چنانچہ وہ درّہ خالی ہو گیا۔ حضرت خالد بن ولیدؓ جو اس وقت تک ابھی مسلمان نہیں ہوئے تھے، نوجوان تھے اور ان کی نگاہ بہت تیز تھی۔ وہ جب اپنے لشکر سمیت بھاگے جا رہے تھے انہوں نے اتفاقاً پیچھے کی طرف نظر ڈالی تو درّہ کو خالی پایا۔ یہ دیکھتے ہی وہ واپس لوٹے اور مسلمانوں کی پشت پر حملہ کر دیا۔ مسلمانوں کیلئے یہ حملہ چونکہ بالکل غیر متوقع تھا اس لئے ان پر سخت گھبراہٹ طاری ہو گئی اور بوجہ بکھرے ہوئے ہونے کے دشمن کا مقابلہ نہ کر سکے۔

......☆......☆......☆......

حقیقی عید

(نصر الحق نصر نیپالی، معلم سلسلہ وقف جدید ارشاد)

عید آئی عید، عید الفطر کی
محفلیں سجنے لگیں پھر ذکر کی

شاد ہے ہر مرد و زن پیر و جواں
پُر مسرت ہیں سبھی خرد و کلاں

زیب تن کر کے لباس فاخرہ
عطر و خوشبو ملکے طیب و طاہرہ

عید گاہ و مسجد و جائے صلوۃ
چل پڑے منے میاں ابا کے ساتھ

سیویاں گھر میں بنی ہیں کیا لذیذ
یہ ہے میٹھی عید میں سکو عزیز

دشمنوں کو بھی لگائیں ہم گلے
محو کر کے دل سے ہر شکوے گِلے

عید کا ہم سے یہی پیغام ہے
صبر کر یہ صبر کا انجام ہے

عید ہے دراصل شکرانے کا نام
صدقہ و خیرات فطرانے کا نام

کتنے ہیں جو عید سے محروم ہیں
دن خوشی کا ہے مگر مغموم ہیں

کچھ نہیں کھانے پہننے کے لئے
پھر بھی ہیں مجبور جینے کے لئے

ان یتیموں کی بھی ہم کو فکر ہو
سو رہے ہیں جو بھی بھوکے رات کو

دین تو ہے نام فکر بےنوا
عین نیکی ہے غم خلق خدا

جنگ میں کیا عید کی سرگرمیاں
گھر میں افطاری نہ سحری نہ دھواں

جنگ نے بچوں کی خوشیاں چھین لی
جنگ نے ماؤں سے کلیاں چھین لی

اے زمانے کے نگہبانو سنو
نام کے سارے مہربانو سنو

دیکھتا ہے سب خدا شیطانیاں
زور والوں کی سبھی من مانیاں

اس کی رسی میں اگر چہ ڈھیل ہے
پر خدا جبار ہے اور جلیل ہے

تب حقیقی عید ہوگی اے نصرؔ
گرتے پڑتوں پر بھی ہو تیری نظر

......☆......☆......☆......

ارشاد باری تعالیٰ

وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ (القمر:18)

ترجمہ: اور یقیناً ہم نے قرآن کو نصیحت کی خاطر آسان بنا دیا ہے۔ پس کیا ہے کوئی نصیحت پکڑنے والا؟

طالبِ دعا: سید عارف احمد، والد و والدہ مرحومہ اور فیملی و مرحومین (ننگل باغبانہ، قادیان)

JYOTI SAW MILL
IDCO, Plot No.2, At-Ampore
P.O Kenduapada Dist - Bhadrak - 756112 (Odisha)
Mobile No. 9861330620 & 7008841940
SAWMILL
طالبِ دعا: شیخ طاہر احمد (جماعت احمدیہ بھدرک، صوبہ اڈیشہ)

HOTEL
HOTEL FIRDOUS
SALANDI BY PASS (BHADRAK)
Nearest to Bus Stand & Railway Station
A/C & Non A/C Rooms, Marriage & Confrence Hall, Laundry Facility
Landline : 06784-240620 Mobile : 9078517843, 7852974737
طالبِ دعا: شیخ طاہر احمد (جماعت احمدیہ بھدرک، صوبہ اڈیشہ)

اُذْکُرُوْا مَوْتَاکُمْ بِالْخَیْرِ

مکرم گوہر احمد صاحب سابق خادم مسجد جوبلی ہال حیدر آباد کا ذکر خیر

(محمد کلیم خان، مبلغ انچارج مڈیکری، صوبہ کرناٹک)

محترم گوہر احمد صاحب سابق خادم مسجد جوبلی ہال مورخہ 27 دسمبر 2023 بروز چہارشنبہ حیدر آباد میں وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

آپ کا تعلق آندھرا پردیش کے کنڈور گاؤں سے تھا۔ سولہ سال کی عمر میں اپنے والد صاحب کے ساتھ حیدر آباد دکن منتقل ہو گئے۔ آپ کی پیدائش یکم جنوری 1950 کو ہوئی۔ آپ کے والد صاحب کا نام منصور احمد صاحب اور والدہ محترمہ کا نام ظہور النساء صاحبہ تھا۔ آپ ایک سیدھے سادے شخص اور نہایت ہی با اخلاق انسان تھے۔

خاکسار جب حیدر آباد میں بطور مبلغ انچارج خدمت بجالا رہا تھا اس وقت آپ احمدیہ مسجد جوبلی ہال میں خادم مسجد کے طور پر خدمت کی توفیق پا رہے تھے۔ میری رہایش جوبلی ہال کے بالائی منزل پر ہوا کرتی تھی۔ آپ ہر دن فجر کی اذان سے کافی پہلے مسجد آجایا کرتے تھے اور با قاعدہ نماز تہجد ادا کرتے تھے۔ خوش الحانی کے ساتھ اذان دیتے جسے غیر از جماعت افراد بھی پسند کرتے تھے۔ جوبلی ہال کے اردگرد کے غیر احمدی افراد ہمیشہ آپ سے عزت و احترام سے پیش آتے تھے۔ مقامی مبلغ کی غیر موجودگی میں وقتاً فوقتاً امامت کرایا کرتے تھے اور نماز فجر و عصر کے بعد التزام کے ساتھ قرآن کریم کی تلاوت کیا کرتے تھے۔

گرمیوں کے موسم میں ہر دن فٹ پاتھ پر غریب لوگوں کو پانی پلایا کرتے تھے۔ مسجد کی صاف صفائی کا حتی المقدور خیال رکھتے۔

اکثر و بیشتر فجر کی نماز کے وقت غیر احمدی افراد کی آمد ہوا کرتی تھی۔ جب بھی کوئی غیر احمدی آتا مکرم گوہر احمد صاحب ان کو خاکسار سے نہ صرف ملاتے بلکہ پہلے سے ہی ان کیلئے لٹریچر تیار رکھتے۔

جب صحت ناساز ہونے لگی تو خود مرکز کو درخواست کی کہ میری صحت ٹھیک نہیں رہتی۔ مجھے اس خدمت سے سبکدوش کر دیا جائے تو پھر دوسرے خادم مسجد صاحب کی تقرری مرکز کی طرف سے کر دی گئی۔ جب کبھی نئے خادم مسجد رخصت پر جاتے تو محترم گوہر احمد صاحب باوجود ناسازی صحت کے مسجد تشریف لے آتے اور پہلے کی طرح مسجد کی صاف صفائی کرتے اور اذان دیتے۔ جب زیادہ بیمار رہنے لگے تو بچوں نے عثمانیہ ہسپتال میں داخل کرایا اور کچھ دن زیر علاج رہے اور اپنے مولائے حقیقی کے حضور حاضر ہو گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

بلانے والا ہے سب سے پیارا اسی پہ اے دل تو جاں فدا کر

مرحوم کی تدفین حیدر آباد کے احمدیہ قبرستان میں عمل میں آئی۔ پسماندگان میں اہلیہ محترمہ محمودہ بیگم صاحبہ کے علاوہ دو بیٹے عزیز فاروق احمد اور عزیز شکیل احمد اور تین بیٹیاں فہیم النساء صاحبہ، آمنہ بیگم صاحبہ اور حلیمہ بیگم صاحبہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ گوہر احمد صاحب مرحوم کے درجات بلند فرمائے اور ان کے لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے اور ان کی خوبیوں کو زندہ رکھنے کی توفیق دے (آمین)

......☆......☆......☆......

بقیہ ارشاد حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز از صفحہ اوّل

کیلئے عبادتوں کی طرف ہمیں توجہ دلائی ہے۔ ہمیں برائیوں سے روکنے کیلئے عبادت کا حکم ہے، نمازوں کا حکم ہے۔ ایک جگہ فرمایا اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ وَلَذِکْرُ اللّٰہِ اَکْبَرُ (العنکبوت: 46) یقیناً نماز بے حیائی اور ہر ناپسندیدہ بات سے روکتی ہے اور اللہ کا ذکر یقیناً سب ذکروں سے بڑا ہے۔

پس نمازوں کا، عبادتوں کا، اللہ تعالیٰ کے ذکر کا، اللہ تعالیٰ کو یاد کرنے کا فائدہ ہمیں ہے اور اللہ تعالیٰ ہمیں اس کا بدلہ دیتا ہے، جزا دیتا ہے۔ چنانچہ ایک روایت میں ہے کہ ایک آدمی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: اے اللہ کے رسولؐ! مجھے کوئی ایسا عمل بتائیں جو مجھے جنت میں لے جائے اور آگ سے دور کر دے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی عبادت کر۔ اسکے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرا۔ نماز پڑھ۔ زکوٰۃ دے اور صلہ رحمی کر۔ یعنی رشتہ داروں سے پیار اور محبت کا سلوک کرو۔ پس دیکھیں! کس طرح اللہ تعالیٰ نواز رہا ہے۔ دنیا میں بھی نواز رہا ہے اور اگلے جہان میں بھی جنت کی خوشخبری دے رہا ہے۔

پھر ایک اَور روایت میں آتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو محض للہ دو عیدوں کی راتوں میں عبادت کرے گا اس کا دل ہمیشہ کیلئے زندہ کر دیا جائے گا۔ کتنی بڑی خوشخبری ہے۔ اللہ تعالیٰ کی خاطر عبادت کرنے سے ہمیشہ کیلئے انعام مل رہا ہے۔ پس عید صرف خوشیاں منانے کا نام نہیں ہے بلکہ اس کی راتوں کو عبادتوں سے زندہ کرنے کا نام ہے اور اس سے ہمیشہ کیلئے پھر روحانی زندگی حاصل ہو جاتی ہے۔ وہ لوگ جو سمجھتے ہیں کہ رمضان ختم ہوا اب آرام سے سوئیں گے۔ کہاں تو سحری کھانے کیلئے اٹھتے تھے اور اس وجہ سے دو نفل بھی پڑھ لیتے تھے اور کہاں یہ کہ عید والے دن بعض بلکہ بہت سے فجر کی نماز میں بھی جاگنے کی سستی دکھا جاتے ہیں۔ بیماری کو کوڑ کو بہانہ نہیں بنانا چاہئے۔ فجر کی نماز پر مسجد میں آئیں۔ عید والے دن اگر کم حاضری تھی تو جہاں آج عید ہے ان کو کل بھی اس بات کا خیال رکھنا چاہئے اور جہاں کل عید ہونی ہے وہ کل اس کمی کو پورا کریں کہ نماز پہ حاضری ہو یا کم از کم گھروں میں بچوں کے ساتھ صبح اٹھ کر وقت پر نماز باجماعت ادا کریں۔ حتی الوسع باجماعت نمازوں کا اہتمام کریں۔ خاص اہتمام سے سنوار کر جیسا کہ پچھلے خطبہ جمعہ میں بھی مَیں نے کہا تھا کہ سنوار کر نمازوں کی ادائیگی کریں۔ رمضان ختم ہونے اور آج عید منانے کو ہمیں اپنی عبادتوں سے رخصت یا کمی یا پورا اہتمام نہ کرنے کا اجازت نامہ نہیں سمجھ لینا چاہئے۔ یہ عبادتیں ہی ہیں جو ہماری دنیوی اور آخری زندگی میں اللہ تعالیٰ کے فضلوں کا وارث بنانے کی ضمانت بنیں گی۔ قادیان)

(خطبہ عید الفطر حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 2 مئی 2022ء سے ماخوذ)

ماہ رمضان المبارک کے ساتھ تحریک جدید کی گہری مناسبتیں

بانی تحریک جدید سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ ماہ رمضان المبارک کے ساتھ تحریک جدید کی گہری مناسبتوں پر روشنی ڈالتے ہوئے فرماتے ہیں۔

اگر تم رمضان سے فائدہ اٹھانا چاہتے ہو تو تحریک جدید پر عمل کرو اور اگر تحریک جدید کو فائدہ پہنچانا چاہتے ہو تو روزوں سے صحیح فائدہ اٹھاؤ تحریک جدید یہی ہے کہ سادہ زندگی بسر کرو اور محنت اور مشقت اور قربانی کا اپنے آپ کو عادی بناؤ یہی سبق رمضان تمہیں سکھانے کیلئے آتا ہے۔ پس جس غرض کیلئے رمضان آیا ہے اس غرض کے حاصل کرنے کیلئے جدوجہد کرو...... ہر شخص کو کوشش کرنی چاہئے کہ اس کا رمضان تحریک جدید والا ہو اور تحریک جدید رمضان والی ہو۔ رمضان ہمارے نفس کو مارنے والا ہو اور تحریک جدید ہماری روح کو تازگی بخشنے والی ہو۔ پس جب میں نے کہا کہ رمضان سے فائدہ اٹھاؤ تو دراصل میں نے تمہیں سمجھایا ہے کہ تم تحریک جدید کے اغراض و مقاصد کو رمضان کی روشنی میں سمجھو۔ اور جب میں نے کہا ہے کہ تحریک جدید کی طرف توجہ کرو تو دوسرے لفظوں میں میں نے تمہیں یہ کہا ہے کہ تم ہر حالت میں رمضان کی کیفیت اپنے اوپر وارد رکھو اور صحیح قربانی اور مسلسل قربانی کی اپنے اندر عادت ڈالو۔ جو رمضان بغیر سچی قربانی کے گزر جاتا ہے وہ رمضان نہیں اور جو تحریک جدید بغیر روح کی تازگی کے گزر جاتی ہے وہ تحریک جدید نہیں۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ 4 نومبر 1938ء)

مخلصین جماعت کا شروع سے یہ تعامل رہا ہے کہ وہ ہمیشہ ماہ رمضان کے وسط تک اپنے وعدہ جات چندہ تحریک جدید کی صدفی صد ادائیگی کر کے اللہ تعالیٰ کے افضال و برکات کو جذب کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ پس اب جبکہ ہم اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی توفیق سے ایک بار پھر بے شمار آسمانی رحمتوں اور برکتوں کے حامل اس ماہ مقدس سے گزر رہے ہیں، معاونین تحریک جدید سے درخواست ہے کہ وہ اپنی شاندار جماعتی روایات کو برقرار رکھتے ہوئے 25 رمضان المبارک یعنی 5/اپریل تک اپنے واجبات کی مکمل ادائیگی کر کے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی مقبول دعاؤں سے وافر حصہ پانے کی سعادت حاصل کریں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی بیش از بیش توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ 3 نومبر 2023ء میں تحریک جدید کے 90 ویں سال کا بابرکت اعلان فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے کہ "نظام وصیت کے ساتھ نظامت خلافت کا بھی گہرا تعلق ہے۔ اب نظام وصیت کے ساتھ ہی قربانیوں کے معیار بڑھنے ہیں تو پہلے قربانیوں کی عادت ڈالنے کیلئے تحریک جدید کا نظام ہی ہے اس طرف بھی توجہ دینی ہوگی۔ پس اس طرف توجہ کریں۔"

نیز فرمایا : "اللہ تعالیٰ جماعت کے آسودہ حال طبقے کو بھی اس طرف توجہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے بعض اچھا کمانے والے بہت توجہ کرتے ہیں لیکن ابھی اس میں مزید لوگوں کو شامل کرنے کی جو اپنے وسائل کے مطابق چندہ دیں بہت گنجائش ہے۔ غریب تو جیسا کہ میں کہا قربانی میں بہت بڑھ گیا ہے لیکن امیروں کو بھی اس طرف توجہ دینی چاہئے۔"

اللہ تعالیٰ ہمیں سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشادات پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

(وکیل المال تحریک جدید قادیان)

سالانہ اجتماعات ذیلی تنظیمات 2024ء

سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ذیلی تنظیمات مجلس خدام الاحمدیہ، مجلس انصار اللہ اور لجنہ اماء اللہ کے سالانہ اجتماعات کیلئے مورخہ 25، 26، 27/اکتوبر 2024ء بروز جمعہ، ہفتہ، اتوار کی تاریخوں کی ازراہ شفقت منظوری عنایت فرمائی ہے۔ احباب اس کے مطابق دعاؤں کے ساتھ ان اجتماعات میں شمولیت کی ہر ممکن کوشش کریں۔

(صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت)

ایڈیشنل نظارت اصلاح وارشاد نور الاسلام کے تحت

اس ٹول فری نمبر پر فون کر کے آپ مسلم جماعت احمدیہ کے بارے میں معلومات حاصل کر سکتے ہیں

ٹول فری نمبر : 1800 103 2131

اوقات: روزانہ صبح 8:30 بجے سے رات 10:30 بجے تک (جمعہ کے روز تعطیل)

EDITOR
MANSOOR AHMAD
Mobile. : +91 82830 58886
e -mail : badrqadian@rediffmail.com
website : www.akhbarbadr.in
www.alislam.org/badr

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF THE NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO RN 61/57

ہفت روزہ
بدر قادیان
Weekly **BADAR** Qadian
Qadian - 143516 Distt. Gurdaspur (Punjab) INDIA
Postal Reg. No. GDP/001/2023-25 Vol. 73 Thursday 4 - April - 2024 Issue. 14

MANAGER
SHAIKH MUJAHID AHMAD
Mobile : +91 99153 79255
e-mail: managerbadrqnd@gmail.com

ANNUAL SUBSCRIPTION : Rs.850/- (Per Issue : Rs.16/-) By Air : 50 Pounds or 80 US Dollars - 60 Euro (**WEIGHT** : 50 -100 Gms/Issue)

رمضان کا دعاؤں کے ساتھ خاص تعلق ہے

ہمیں ان دنوں میں جبکہ اللہ تعالیٰ نے خاص طور پر یہ برکت کا مہینہ ہمارے لیے مہیا فرمایا ہے اپنے اندر پاک تبدیلیاں پیدا کرتے ہوئے دعاؤں کی طرف توجہ دینی چاہئے

رمضان کا آخری عشرہ ہے اس میں خاص طور پر ہمیں اللہ تعالیٰ کے حکموں کو اپنا لائحہ عمل بناتے ہوئے

ایمان میں مضبوط ہوتے ہوئے راتوں کو اٹھ کر اسکے حضور میں جھک کر اسکے قرب کو پانے کی کوشش کرنی چاہئے

خلاصہ خطبہ جمعہ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 29/مارچ 2024ء بمقام مسجد مبارک (اسلام آباد) یو.کے

تشہد، تعوذ اور سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے سورۃ البقرہ کی آیت 187 کی تلاوت فرمائی اور ترجمہ پیش فرمایا:

ترجمہ: اور جب میرے بندے تجھ سے میرے متعلق سوال کریں تو یقیناً مَیں قریب ہوں۔ مَیں دعا کرنے والے کی دعا کا جواب دیتا ہوں جب وہ مجھے پکارتا ہے۔ پس چاہئے کہ وہ بھی میری بات پر لبیک کہیں اور مجھ پر ایمان لائیں تا کہ وہ ہدایت پائیں۔

پھر فرمایا: اللہ تعالیٰ نے یہ آیت روزوں کے احکام کے ساتھ رکھی ہے، بلکہ کہہ سکتے ہیں کہ بیچ میں رکھی ہے۔ اس سے پتا چلتا ہے کہ رمضان کا دعاؤں کے ساتھ خاص تعلق ہے۔ رمضان میں اللہ تعالیٰ کی ایک خاص پیار کی نظر اپنے بندوں پر ہوتی ہے۔ یوں تو عام دنوں میں بھی اللہ تعالیٰ کی اپنے بندوں پر پیار کی نظر ہوتی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مَیں اپنے بندے کے گمان کے مطابق اس سے سلوک کرتا ہوں جس وقت بندہ مجھے یاد کرتا ہے مَیں اس وقت اس کے ساتھ ہوتا ہوں۔ اگر وہ مجھے دل میں یاد کرے تو مَیں دل میں اسے یاد کرتا ہوں۔ اگر وہ میری طرف چل کر آئے تو مَیں اس کی طرف دوڑ کر جاؤں گا۔ پس اللہ تعالیٰ تو عام حالات میں بھی بندے سے ایسا سلوک فرماتا ہے تو رمضان میں خدا کتنا مہربان ہوگا اس کا ہم اندازہ بھی نہیں کر سکتے۔ مگر شرط یہ ہے کہ یہ سب باتیں دل کی گہرائی سے ہوں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ بڑا حیا والا بڑا کریم اور سخی ہے۔ جب بندہ اپنے دونوں ہاتھ اس کی طرف بلند کرتا ہے تو وہ اسے خالی اور ناکام واپس کرتے ہوئے شرماتا ہے۔ پس ہم بعض دفعہ جلد بازی سے کہہ دیتے ہیں کہ ہم نے دعا مانگی مگر دعا قبول نہ ہوئی۔ لیکن اپنی حالت کو نہیں دیکھتے کہ کتنا صدقِ دل ہے۔ اللہ تعالیٰ کو دھوکا نہیں دیا جاسکتا۔ وہ تو ہمارے دل کا حال جانتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے کھلے در میں داخل ہونے کیلئے اسکے لوازمات پورے کرنے ہوں گے۔ اس آیت میں جو فرمایا کہ میرے بندے تو اس سے مراد ہے کہ وہ بندے جو حقیقت میں اللہ تعالیٰ کا عبد بننا چاہتے ہیں۔ رمضان میں اس کام کیلئے خاص ماحول میسر ہے۔ جب اس ماحول سے فائدہ اٹھا کر ایسی حالت ہوگی تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے ایسے بندوں اور مجھ سے عشق کرنے والوں کو کہہ دو کہ میں دعائیں سنتا ہوں اور ان کا جواب بھی دیتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے واضح فرمایا ہیکہ صرف زبانی محبت کے دعوے کافی نہیں بلکہ تمہیں میرے احکامات پر چلنا پڑے گا۔ حقوق اللہ اور حقوق العباد ادا کرنے ہوں گے۔ ایمان میں مضبوطی پیدا کرنی ہوگی۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دعا کی حقیقت، حکمت، قبولیت اور اس کی فلاسفی بڑی تفصیل کیساتھ بیان فرمائی ہے۔ آپؑ فرماتے ہیں خدا کے وجود پر دلیل کیا ہے؟ تو اس کا یہ جواب ہے کہ مَیں بہت نزدیک ہوں۔ یعنی کچھ بڑے دلائل کی حاجت نہیں ہے۔ میرا وجود نہایت اقرب طریق سے سمجھ آسکتا ہے اور نہایت آسانی سے میری ہستی پر دلیل پیدا ہوتی ہے اور وہ دلیل یہ ہے کہ جب کوئی دعا کرنے والا مجھے پکارے تو مَیں اسکی پکار کو سنتا ہوں۔ آپؑ مزید فرماتے ہیں کہ اگر سوال ہو کہ خدا کا علم کیونکر ہو تو جواب یہ ہے کہ اسلام کا خدا بہت قریب ہے۔ اگر کوئی اسے سچے دل سے بلاتا ہے تو وہ جواب دیتا ہے۔ دوسرے فرقوں (یعنی مذاہب) کے خدا قریب نہیں ہیں۔ بلکہ اس قدر دُور ہیں کہ ان کا پتا ہی ندارد۔ فرمایا: اگر یہ کہو کہ ہم پکارتے ہیں مگر جواب نہیں ملتا تو دیکھو! اگر تم ایک جگہ کھڑے ہو کر ایک ایسے شخص کو جو تم سے بہت دُور ہے پکارتے ہو اور تمہارے اپنے کانوں میں کوئی نقص ہے۔ اللہ تعالیٰ جواب دے بھی دے تو کیونکہ تمہارے ایمان میں مضبوطی نہیں ہے تمہاری محبت میں کمی ہے اسکی باتوں پہ عمل نہیں کر رہے یہ بہرا پن تمہارے کانوں کا ہے جس کی وجہ سے تم اس کی آواز کو سن نہیں سکتے۔

فرمایا: دعا خدا تعالیٰ کی ہستی کا بہت بڑا ثبوت ہے۔ دعا بڑی دولت اور طاقت ہے۔ انبیاء علیہم السلام کی زندگی کی جڑ اور ان کی کامیابی کی اصل اور سچا ذریعہ یہی دعا ہے۔ فرمایا: مَیں نصیحت کرتا ہوں کہ اپنی ایمانی اور عملی طاقت کو بڑھانے کے واسطے دعاؤں میں لگے رہو۔ دعاؤں کے ذریعے سے ایسی تبدیلی ہوگی کہ خاتمہ بالخیر ہوجائے گا۔ دعا کی معرفت کی حقیقت کے متعلق آپؑ فرماتے ہیں معرفت فضل کے ذریعے سے حاصل ہوتی ہے اور پھر فضل کے ذریعے سے ہی باقی رہتی ہے۔ فضل معرفت کو نہایت مصفّٰی اور روشن کر دیتا ہے۔ یہ خیال مت کرو کہ ہم بھی ہر روز دعا کرتے ہیں اور تمام نماز دعا ہی ہے۔ کیونکہ وہ دعا جو معرفت کے بعد اور فضل کے ذریعے سے حاصل ہوتی ہے وہ اَور رنگ اور کیفیت رکھتی ہے۔ وہ فنا کرنے والی چیز ہے، وہ گداز کرنے والی آگ ہے، وہ رحمت کو کھینچنے والی ایک مقناطیسی کشش ہے۔ وہ موت ہے مگر آخر کو زندہ کرتی ہے۔ دعا خدا سے آتی ہے اور خدا کی طرف ہی جاتی ہے۔ دعا سے خدا ایسا نزدیک ہو جاتا ہے جیسا کہ تمہاری جان تمہارے نزدیک ہے۔ فرمایا: اللہ جل شانہٗ نے جو دروازہ اپنی مخلوق کی بھلائی کیلئے کھولا ہے وہ ایک ہی ہے یعنی دعا۔ جب کوئی شخص بکا و زاری سے اس دروازے میں داخل ہوتا ہے تو وہ مولا کریم اس کو پاکیزگی اور طہارت کی چادر پہنا دیتا ہے اور اپنی عظمت کا غلبہ اس پر اسقدر کر دیتا ہے کہ بے جا کاموں اور ناکارہ حرکتوں سے وہ کوسوں بھاگ جاتا ہے۔

حضور انور نے فرمایا یعنی وہ شخص صرف دنیاوی باتوں کیلئے دعا نہیں کرتا بلکہ تقویٰ اور طہارت کے حصول کیلئے دعا کرتا ہے اور یہی ایک مومن کی نشانی ہے۔ پھر دعا کی گہرائی کو مزید کھولتے ہوئے آپؑ ایک جگہ مزید فرماتے ہیں کہ حصولِ فضل کا اقرب طریق دعا ہے اور دعائے کامل کے لوازمات یہ ہیں کہ اس میں رقّت ہو، اضطراب ہو، گدازش ہو۔ جو دعا عاجزی، اضطراب اور شکستہ دلی سے بھری ہوئی ہو وہ خدا تعالیٰ کے فضل کو کھینچ لاتی ہے۔ فرمایا: یہ بھی خدا تعالیٰ کے فضل کے بغیر حاصل نہیں ہوسکتا۔ اسکا علاج یہی ہے کہ دعا کرتا رہے خواہ کیسی ہی بے دلی اور بے ذوقی ہوجائے۔ فرمایا: جورات کو اٹھتا ہے خواہ کتنی ہی عدمِ حضوری اور بے صبری ہو لیکن اگر وہ اس حالت میں بھی دعا کرتا ہے کہ الٰہی! دل تیرے ہی قبضہ و تصرف میں ہے تُو اس کو صاف کر دے اور عین قبض کی حالت میں خدا تعالیٰ سے بسط چاہتا ہے تو اس قبض میں سے بسط نکل آئے گا اور رقت پیدا ہوجائے گی۔ وہ دیکھے گا کہ اس وقت روح آستانہ الٰہی پر پانی کی طرح بہتی ہے۔ فرمایا: دعا ایک ایسی چیز ہے جو ہر مشکل کو آسان کر دیتی ہے۔ لوگوں کو دعا کی قدر و قیمت معلوم نہیں وہ بہت جلد ملول ہوجاتے ہیں اور ہمت ہار کر چھوڑ بیٹھتے ہیں حالانکہ دعا ایک استقلال اور مداومت کو چاہتی ہے۔ اسکے واسطے اخلاص اور مجاہدہ شرط ہے جو دعا ہی سے پیدا ہوتا ہے۔

حضورِ انور نے فرمایا کہ اس کیلئے ہمیں اپنے دل کو ٹٹولنے کی ضرورت ہے کہ کیا یہ اخلاص اور مجاہدہ کی حالت ہم میں پیدا ہوگئی ہے یا ہم پیدا کرنے کی کوشش کر رہے ہیں؟ پھر دعا کی فلاسفی بیان کرتے ہوئے حضورؑ فرماتے ہیں: انسان کو چاہئے کہ اس زندگی کو اس قدر قبیح خیال کر کے اس سے نکلنے کی کوشش کرے اور دعا سے کام لے کیونکہ جب وہ حقِ تدبیر ادا کرتا ہے اور پھر سچی دعاؤں سے کام لیتا ہے تو آخر اللہ تعالیٰ اس کو نجات دے دیتا ہے اور وہ گناہ کی زندگی سے نکل آتا ہے کیونکہ دعا بھی کوئی معمولی چیز نہیں ہے بلکہ وہ بھی ایک موت ہی ہے۔ جب اس موت کو انسان قبول کر لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو مجرمانہ زندگی سے جو موت کا موجب ہے بچا لیتا ہے اور اس کو ایک پاک زندگی عطا کرتا ہے۔ فرمایا: پس چاہئے کہ راتوں کو اٹھ اٹھ کر نہایت تضرع اور زاری اور ابتہال کیساتھ خدا تعالیٰ کے حضور اپنی مشکلات کو پیش کرے اور اس دعا کو اس حد تک پہنچاوے کہ ایک موت کی سی صورت واقع ہوجاوے اسوقت دعا قبولیت کے درجے کو پہنچتی ہے۔

فرمایا: یہ بھی یاد رکھو کہ سب سے اوّل اور اہم بات یہ ہے کہ انسان اپنے آپ کو گناہوں سے پاک صاف کرنے کی دعا کرے۔ ساری دعاؤں کا اصل اور جزو یہی ہے کیونکہ جب یہ دعا قبول ہوجائے اور انسان ہر قسم کی گندگیوں اور آلودگیوں سے پاک صاف ہو کر خدا تعالیٰ کی نظر میں مطہر ہوجائے گا تو پھر دوسری دعائیں جو اس کی حاجاتِ ضروریہ کے متعلق ہوتی ہیں وہ اس کو مانگنی بھی نہیں پڑتیں اور وہ خود بخود پوری ہوجاتی ہیں۔ دعا کی قبولیت کیلئے کیا حالت ہونی چاہئے اسکے متعلق آپؑ فرماتے ہیں دعا کے اندر قبولیت کا اثر اس وقت پیدا ہوتا ہے جب وہ انتہائی درجے کے اضطرار تک پہنچ جاتی ہے۔ یہ چھوٹی سی بات نہیں ہے بلکہ عظیم الشان حقیقت ہے بلکہ سچ تو یہ ہے کہ جسکو خدائی کا جلوہ دیکھنا ہو اسے چاہئے کہ دعا کرے۔

حضورِ انور نے فرمایا: ہمیں ان دنوں میں جبکہ اللہ تعالیٰ نے خاص طور پر یہ برکت کا مہینہ ہمارے لیے مہیا فرمایا ہے اپنے اندر پاک تبدیلیاں پیدا کرتے ہوئے دعاؤں کی طرف توجہ دینی چاہئے۔ یہی ہماری دنیا و آخرت سنوارنے کا ذریعہ ہے۔ رمضان کا آخری عشرہ ہے اس میں خاص طور پر ہمیں اللہ تعالیٰ کے حکموں کو اپنا لائحہ عمل بناتے ہوئے ایمان میں مضبوط ہوتے ہوئے راتوں کو اٹھ کر اسکے حضور میں جھک کر اسکے قرب کو پانے کی کوشش کرنی چاہئے۔

آخر پر حضور انور نے فرمایا: رمضان کی دعاؤں میں خاص طور پر جماعت کی ترقی کیلئے دعائیں کریں، اسیران کیلئے دعائیں کریں اللہ تعالیٰ انکی رہائی کے سامان جلد پیدا فرمائے۔ یمن کے اسیران کیلئے دعائیں کریں، خاص طور پر وہاں ایک خاتون کو قید میں ظالمانہ طور پر ایک تنگ سی کوٹھری میں رکھا ہوا ہے لیکن وہ بڑے صبر اور ایمان کی پختگی کا مظاہرہ کرتے ہوئے وہاں رہ رہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی رہائی کے بھی سامان جلد پیدا فرمائے۔ جو بدظنیاں جماعت کے بارے میں ان مخالفین کے دلوں میں ہیں، اللہ تعالیٰ انہیں دور فرمائے۔ فلسطینیوں کو بھی دعاؤں میں یاد رکھیں۔ بظاہر تو یہ کہتے ہیں کہ بڑی تبدیلیاں پیدا ہو رہی ہیں، لیکن حالات تو بدتر ہی ہو رہے ہیں۔ یو این کا ریزولوشن جو پاس ہوا ہے اسکے باوجود یہ ظلم اسی طرح جاری ہے۔ پس دعا ہی ہے کہ اللہ تعالیٰ ان مظلوموں کو ان ظالموں سے نجات دے اور ہمیں بھی ان مظلوموں کیلئے دعا کا حق ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ☆

Printed & Published by: Jameel Ahmed Nasir on behalf of Nigran Board of Badar. Name of Owner: Nigran Board of Badar. And printed at Fazle-Umar Printing Press. Harchowal Road, Qadian, Distt. Gurdaspur-143516, Punjab. And published at office of Weekly Badar Mohallah - Ahmadiyya, Qadian Distt. Gsp-143516, Punjab. India. Editor:Mansoor Ahmad